تا خلافت کی بنا دُنیا میں ہو پھر اُستوار   لا کہیں سے ڈھونڈ کر اسلاف کا قلب و جگر

تحریک خلافت پاکستان کا ترجمان

ہفت روزہ

ندائے خلافت

لاہور

بانی : اقتدار احمد مرحوم   ۲۷ جولائی تا ۲/ اگست ۲۰۰۰ء   مدیر : حافظ عاکف سعید

داعئ حق کے کام کی مثال

ایک داعئ حق کے کام کی صحیح مثال ایک دہقان کے کام سے دی جا سکتی ہے۔ جس طرح اس کا مقصد صرف اتنی سی بات سے حاصل نہیں ہو سکتا کہ کچھ بیج کسی زمین میں ڈال کر فارغ ہو بیٹھے' اس طرح ایک داعی کا کام بھی صرف اتنے سے انجام نہیں پا سکتا کہ وہ لوگوں کو کچھ وعظ سنا کر سو رہے۔ بلکہ اس کے مقصد کی تکمیل کے لئے ضروری ہے کہ اس کے اندر اپنی پھیلائی ہوئی دعوت کے ساتھ وہی لگاؤ ہو جو ایک فرض شناس کسان کو اپنے بوئے ہوئے بیج کے ساتھ ہوتا ہے۔ جس طرح کسان نگرانی کرتا ہے کہ بیج زمین میں جڑ پکڑے' اس کو صحیح وقت پر پانی ملے' موسم کی ناسازگاریوں سے محفوظ رہے' صحیح طور پر نشوونما پائے' بے گانہ سبزے اس کی ترقی میں مزاحم نہ ہوں' فضا کے پرندوں اور زمین کے چرندوں کی تاخت سے وہ سلامت رہے اور جب ایک مدت تک اس دھن میں اپنے دن کے اطمینان اور رات کے سکون کو وہ درہم برہم رکھتا ہے' لگاتار محنت اور مسلسل نگہداشت کرتا ہے' تب جا کر کہیں اپنی محنت کا پھل پاتا ہے۔ اس طرح ایک داعی حق کو بھی اسی صورت میں اپنی دعوت کو پھوٹتے پھلتے دیکھنا نصیب ہوتا ہے جب وہ دعوت کے ساتھ ساتھ تربیت کی جانکاہیوں کے ایک طویل سلسلہ کو جھیلنے کی قابلیت اور ہمت رکھتا ہو۔ ورنہ جس طرح ایک غافل کسان کے بوئے ہوئے بیج زمین اور موسم کی بے مہریوں اور چرند و پرند کی ترکتازیوں کی نذر ہو جاتے ہیں' اسی طرح ایک داعی کی دعوت بھی صدا بصحرا ہو کے رہ جاتی ہے۔

(مولانا امین احسن اصلاحی مرحوم کی کتاب دعوت دین اور اس کا طریق کار سے اقتباس)

اس شمارے میں

☆ اداریہ 2
☆ امیر محترم کا خطابِ جمعہ 3
☆ مرزا ایوب بیگ کا تجزیہ 4
☆ صبر کی اہمیت و فضیلت 6
☆ تکلم بالقرآن (۲) 7
☆ گوشۂ خواتین 9
☆ کاروانِ خلافت منزل بہ منزل 10
☆ متفرقات ✪

نائب مدیر :
فرقان دانش خان
معاونین :
☆ مرزا ایوب بیگ
☆ نعیم اختر عدنان
☆ سردار اعوان
نگران طباعت :
☆ شیخ رحیم الدین
پبلشر : محمد سعید اسعد
طابع : رشید احمد چوہدری
مطبع : مکتبہ جدید پریس۔ ریلوے روڈ' لاہور
مقام اشاعت : 36۔ کے' ماڈل ٹاؤن لاہور
فون : 3-5869501 فیکس : 5834000
سالانہ زرِ تعاون -/175 روپے

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اداریہ

حافظ عاکف سعید

طالبان کا افغانستان ___ ایک "اجنبی" ملک!

امریکہ کی جانب سے افغانستان میں ایک وسیع البنیاد حکومت کے قیام کا مطالبہ ایک بار پھر زور پکڑ رہا ہے اور اس کے لئے کوششیں ایک بار پھر تیز کر دی گئی ہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ اسامہ بن لادن کو امریکہ کے حوالے کرنے اور عرب مجاہدین کو سرزمین افغانستان سے دیس نکالا دینے کے مطالبے میں بھی شدت آ گئی ہے اور عدم تعاون کی صورت میں طالبان حکومت کو سخت ترین پابندیوں اور سنگین نتائج کا سامنا کرنے کی دھمکیاں بھی تحکمانہ انداز میں دی جا رہی ہیں۔ مزید برآں طالبان حکومت کو ناکام بنانے کی خاطر منظم انداز میں بم دھماکوں کے ذریعے تخریب کاری کی مذموم کوششوں کا آغاز بھی کر دیا گیا ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ امریکہ اور اس کی حلیف عالمی طاقتوں کا یہ طرز عمل صریح غنڈہ گردی اور بدترین ناانصافی کے مترادف ہے۔ طالبان کو افغانستان میں اقتدار سنبھالے چار سال سے زائد عرصہ بیت چکا ہے۔ ساری دنیا جانتی ہے کہ طالبان کی حکومت افغانستان کے نوے فی صد سے زائد رقبے پر محیط ہے اور محض دس فیصد رقبہ شمالی اتحاد کے زیر تسلط ہے جہاں احمد شاہ مسعود' اسلام دشمن عالمی طاقتوں کی پشت پناہی کے باعث ان کے آلہ کار کے طور پر طالبان کے خلاف سرگرم عمل ہے' لیکن الحمد للہ اسے تاحال کوئی خاطر خواہ کامیابی حاصل نہیں ہو سکی بلکہ عالمی طاقتوں کی سرتوڑ کوشش کے باوجود اس کے دائرۂ اثر میں ہی نہیں اُس کے زیر نگیں رقبے میں بھی بتدریج کمی واقع ہو رہی ہے ___ پھر یہ بھی ایک ناقابل تردید حقیقت ہے کہ طالبان کی حکومت نہایت مستحکم اور مضبوط و مستولی ہے کہ اس نے نہ صرف یہ کہ بدترین خانہ جنگی کے شکار افغانستان کو امن و امان کے اعتبار سے ایک قابل رشک ملک میں تبدیل کیا بلکہ شرعی قوانین کے نفاذ کی برکت سے اس معاشرے کو بہت حد تک جرائم سے پاک کرنے کا غیر معمولی کارنامہ بھی سرانجام دیا جو اس سے قبل ہر قسم کے اخلاقی و معاشرتی جرائم کی آماجگاہ تھا۔ اور اس طرح بعض اعتبارات سے ایک خالص اسلامی معاشرے کی کسی قدر جھلک دنیا کو دکھانے کا بھی سامان کیا۔ یہی وجہ ہے کہ پسر اقبال' ڈاکٹر جاوید اقبال چند ماہ قبل جب کابل کا دورہ کر کے واپس لوٹے تو نظام سیاسی کے حوالے سے اپنے تمام تر سیکولر نظریات کے باوجود یہ کہے بغیر نہ رہ سکے کہ طالبان کی طرز کا نظام اگر چند اور اسلامی ممالک میں قائم ہو جائے تو پوری دنیا میں اسلام پھیل سکتا ہے' اور یہ کہ پاکستان کو طالبان حکومت کی بھرپور مدد کرنی چاہئے بلکہ پاکستان' افغانستان اور ایران کے درمیان کنفیڈریشن قائم ہونا چاہئے ___ لیکن اس کے باوجود دنیا کی "مہذب اور ترقی یافتہ" اقوام طالبان کی اسلامی حکومت کو افغانستان کی آئینی و قانونی حکومت تسلیم کر لینے کے لئے کسی طور تیار نہیں ہیں بلکہ برسہا برس سے معزول شدہ ربانی حکومت کو جو عالم واقعہ میں کہیں اپنا وجود نہیں رکھتی' آج بھی اقوام متحدہ میں افغانستان کی آئینی حکومت کے طور پر نمائندگی دی جاتی ہے اور افغانستان میں وسیع البنیاد حکومت کے قیام کی ضرورت و اہمیت کا راگ وقفے وقفے سے نہایت بلند آہنگ کے ساتھ الاپا جاتا ہے۔ دھاندلی اور بدمعاملگی کی اس سے بدتر مثال شاید کوئی اور نہ دی جا سکے۔

بڑی قوتوں کے بارے میں یہ شکایت عام ہے کہ ان کے ہاں دوہرے معیارات (Double Standards) اپنائے جاتے ہیں۔ جمہوریت کا راگ الاپنے اور جمہوری اقدار کو دین و مذہب کا درجہ دینے والی عالمی قوتیں اپنے مفادات کی خاطر بدترین ڈھٹائی اور ہٹ دھرمی کا مظاہرہ کرتے ہوئے ملوکیت اور فوجی آمریت کی پشت پناہی کو بھی جائز اور مشروع قرار دینے میں کوئی دریغ محسوس نہیں کرتیں' لیکن دوہرے معیارات کا جو بدترین مظاہرہ افغانستان کی طالبان حکومت کے معاملے میں کیا جا رہا ہے وہ اپنی مثال آپ ہے۔ عوامی حمایت کی حامل ایک ایسی مضبوط اور مستحکم حکومت کو جو ایک ملک کے نوے فیصد رقبے پر اس شان کے ساتھ قائم ہے کہ اس نے وہاں کامل امن و امان بھی قائم کیا ہے اور اس معاشرے کو کرائم فری سوسائٹی میں تبدیل کر دیا ہے' غیر آئینی قرار دے کر ایک معزول شدہ حکومت کو جس کی مقبولیت کا گراف صفر ہی نہیں منفی درجے تک پہنچ چکا ہو آئینی و قانونی حکومت تسلیم کرنا دیانت و راست بازی اور عدل و انصاف کی دھجیاں بکھیرنے کے مترادف نہیں تو اور کیا ہے ___!

طرفہ تماشا یہ ہے کہ اسلامی ممالک کی بھی ایک عظیم اکثریت امریکہ کی خوشنودی کے حصول کی خاطر اس معاملے میں اسی کی بولی بولنے اور اسی کی ڈفلی بجانے میں مشغول ہے۔ ستم ظریفی کی انتہا یہ ہے کہ او آئی سی میں بھی طالبان کی بجائے معزول شدہ ربانی حکومت کو افغانستان کی نمائندہ حکومت کے طور پر تسلیم کیا جاتا ہے۔ ناطقہ سر بگریباں ہے اسے کیا کہئے ___!!

آخر طالبان کا وہ کونسا جرم ہے جس کی پاداش کے طور پر ان کے ساتھ اپنے اور بیگانے سب انتہائی غیر جانبدارانہ اور غیر منصفانہ سلوک روا رکھے ہوئے ہیں ___ ان کا جرم اس کے سوا اور کچھ نہیں کہ انہوں نے عالمی طاغوتی نظام سے بغاوت کا نعرہ لگاتے ہوئے اللہ اور اس کے دین کے ساتھ وفاداری پر مبنی نظام قائم کرنے کا عزم کیا ہے۔ شیطانی قوتیں لرزہ براندام ہیں کہ "ہو نہ جائے آشکارا شرعِ پیغمبری کہیں!" ___ اللہ اور اس کے دین کے ساتھ وفاداری کے جرم میں آج وہ پوری دنیا میں "اجنبی" بن چکے ہیں' انہیں "تنہا" ISOLATE کرنے کا ہر ممکن اہتمام اقوام عالم کی طرف سے کیا جا رہا ہے تمام عالمی طاغوتی طاقتیں جن میں امریکہ' روس' چین' بھارت اور اسرائیل سرفہرست ہیں' افغانستان میں قائم امارت اسلامی کے چراغ کو گل کرنے کے لئے آپس کے اختلافات کو بھلا کر متفق و متحد ہو چکی ہیں ___ اس پس منظر میں طالبان کی حکومت بشارت اور مبارکباد کی مستحق ہے کہ نبی آخر الزمان ﷺ کا قول مبارک ہے:

((بَدَءَ الْاِسْلَامُ غَرِیْبًا وَسَیَعُوْدُ کَمَا بَدَءَ فَطُوْبٰی لِلْغُرَبَاءِ))

"اسلام کی ابتداء اس حال میں ہوئی کہ وہ اجنبی (نامانوس) تھا اور عنقریب وہ پھر اسی ابتدائی حالت کی طرف لوٹ جائے گا' تو خوشخبری اور بشارت ہے ان لوگوں کے لئے جو (اسلام کے ساتھ وفاداری کے باعث خود) اجنبی بن کر رہ جائیں"۔ OO

کشمیر کے بارے میں موجودہ فوجی حکومت کے پر اعتماد مؤقف کی مثال ماضی میں نہیں ملتی

دستور کی اسلامی دفعات کا پی۔ سی۔ او میں شامل کیا جانا مستحسن اور قابلِ صد مبارک باد قدم ہے

نفاذ اسلام کی راہ میں موجود رکاوٹوں کو دور کیا جائے 'فیڈرل شریعت کورٹ پر عائد پابندیاں ختم کی جائیں

ہمیں اپنے پڑوسی ملک افغانستان کی طرح بلا تاخیر یہاں بھی نفاذ شریعت کی طرف پیش رفت کرنی چاہئے

کچھ نام نہاد دانشور سیکولرازم کی حمایت میں تمام حدود و قیود پھلانگ گئے ہیں

مسجد دارالسلام باغِ جناح 'لاہور میں امیر تنظیم اسلامی ڈاکٹر اسرار احمد کے ۲۱/ جولائی ۲۰۰۰ء کے خطابِ جمعہ کا پریس ریلیز

(مرتب : فرقان دانش خان)

ایٹمی اسلحہ کے حوالے سے حالیہ حکومتی بیان سے ظاہر ہو گیا ہے کہ موجودہ پاکستانی حکمران ملک کے دفاع و تحفظ کے بارے میں کسی دباؤ کو خاطر میں لانے کو تیار نہیں۔ اسی طرح کشمیر کے بارے میں موجودہ دور حکومت میں جو پر اعتماد موقف اختیار کیا گیا ہے ماضی میں اس کی کوئی مثال نہیں ملتی۔ **یہ بات امیر تنظیم اسلامی ڈاکٹر اسرار احمد نے مسجد دارالسلام باغ جناح میں اپنے خطاب جمعہ کے دوران کہی۔** انہوں نے کہا کہ دستور کی اسلامی دفعات کا پی سی او میں شامل کیا جانا بھی بہت مستحسن اور قابل صد مبارک باد اقدام ہے مگر جب تک ملک میں نفاذ شریعت کی جانب واضح پیش قدمی نہیں کی جاتی' پاکستان اسی طرح اندرونی و بیرونی مسائل میں الجھا رہے گا۔ انہوں نے کہا کہ پاکستان میں معیشت کی بحالی کے مقابلے میں قومیت کی بحالی کا کام زیادہ اہم اور ضروری ہے۔ جبکہ قومیت کی بحالی اور یکجہتی کی بنیاد ہمارے لئے اسلام کے سوا اور کچھ نہیں۔ ڈاکٹر اسرار احمد نے کہا کہ ہم نے قیام پاکستان کے وقت اللہ سے عہد کیا تھا کہ ہم یہاں اسلامی ریاست قائم کریں گے مگر ہم نے عہد شکنی کی جس کی پاداش میں نفاق باہمی کی سزا ہم پر مسلط کر دی گئی۔

امیر تنظیم اسلامی نے کہا کہ اس نفاق باہمی سے چھٹکارا پانے کا واحد حل یہ ہے کہ ہم اپنی اصل قومیت یعنی اسلام سے رابطہ استوار کریں۔ انہوں نے کہا پاکستان کے دستور میں نفاذ اسلام کے لئے پورا مکینزم موجود ہے۔ اسے بروئے کار لانے اور فعال کرنے کے لئے ضروری ہے کہ نفاذ اسلام کی راہ میں موجود رکاوٹوں کو دور کیا جائے۔ مثلاً فیڈرل شریعت کورٹ پر عائد پابندیاں ختم کی جائیں۔ شرعی عدالت کے ججوں کی تعداد بڑھا کر مزید بنچ تشکیل دیے جائیں۔

انہوں نے کہ کہ ہمارے ملک میں کچھ نام نہاد دانشور سیکولرازم کی حمایت میں تمام حدود و قیود کو پھلانگ گئے ہیں۔ وہ یہ بھول رہے ہیں کہ اگر پاکستان ایک سیکولر سٹیٹ بن گیا تو سیکولر بھارت اس کو بڑی آسانی سے ہڑپ کر جائے گا کیونکہ پاکستان کا وجود بھارت سے علیحدہ اسلامی تشخص کی بنیاد پر قائم ہے۔ انہوں نے کہا اس مسئلے میں ایک انگریزی اخبار کافی سرگرم کردار ادا کر رہا ہے اور ایسے سیکولر دانشوروں کے خیالات کو عام کر رہا ہے جو پاکستان کی نظریاتی بنیادوں کو کھودنے پر کمربستہ ہیں۔ ایسے نام نہاد دانشوروں اور اخبارات کے خلاف عوامی ردعمل سامنے آنا چاہئے۔

امیر تنظیم اسلامی ڈاکٹر اسرار احمد نے کہا کہ اللہ کے حکم "رکوع کرو' رکوع کرنے والوں کے ساتھ" کے مصداق ہمیں اپنے پڑوسی ملک افغانستان کی طرح بلا تاخیر اپنے ملک میں بھی نفاذ شریعت کے عمل کو تیز تر کر دینا چاہئے۔ اگرچہ طالبان کے ہاں کچھ تنگ نظری کا معاملہ ہے جس کی اصلاح ضروری ہے تاہم یہ بات تسلیم کرنی چاہئے کہ انہوں نے افغانستان میں امن و امان قائم کرنے اور جرائم سے پاک معاشرہ تشکیل دینے کا کارنامہ سرانجام دیا ہے۔ دوسری طرف پاکستان میں ایک اسلامی فلاحی جمہوری ریاست کے قیام کے امکانات روشن ہیں۔ اگر پاکستان میں اسلام نافذ ہو جائے تو بقول علامہ اقبال ہمیں یہ سعادت حاصل ہو گی کہ دور ملوکیت کی وجہ سے اسلام کے چہرے پر جو گرد و غبار آ گیا ہے اسے صاف کر کے دنیا کو اسلام کی حقیقی تصویر دکھا سکیں۔ اس کے لئے میں دردمند احباب سے اپیل کرتا ہوں کہ وہ علمائے کرام اور ماہرین قانون کی ایک کانفرنس بلائیں جس میں طے کیا جائے کہ عہد حاضر میں ایک جدید اسلامی ریاست کا دستوری ڈھانچہ کیا ہو۔ موجودہ دور میں یہ اسلام کی بہت بڑی خدمت ہو گی۔

اگر مذہبی جماعتوں کو اقتدار کی پیشکش ہوئی ہے تو انہیں جلد بازی کا مظاہرہ نہیں کرنا چاہئے

ہوم ورک کئے بغیر دینی قوتوں کے حصولِ اقتدار سے حقیقی اسلامی نظام کی طرف بڑھنا مشکل ہو جائے گا

یہ جال کہیں اسلامی قوتوں کے غبارے سے ہوا نکالنے کے لئے تو نہیں بچھایا جا رہا

مرزا ایوب بیگ' لاہور

موجودہ فوجی حکمران جب برسراقتدار آئے تو ان کے اقوال و افعال کی بدولت آغاز ہی میں یہ بات واضح ہوگئی کہ وہ سیکولر ذہن کے لوگ ہیں۔ چیف ایگزیکٹو پرویز مشرف اقتدار سنبھالنے کے بعد جب پہلی بار پریس کے سامنے آئے تو ان کے دونوں ہاتھوں میں کتے تھے اور جب ان سے پوچھا گیا کہ آپ کی خارجہ پالیسی کیا ہوگی تو انہوں نے کہا یہ میری خارجہ پالیسی ہے۔ پھر یوں محسوس ہوتا تھا کہ قومی سلامتی کونسل کی تشکیل اور کابینہ سازی میں بھی آزاد خیالی کو بنیاد بنایا گیا ہے۔ ایک فرقہ جسے امت اجتماعی طور پر مرتد قرار دے چکی ہے اس سے تعلق رکھنے والے افراد کو اعلیٰ سرکاری عہدوں پر فائز کیا گیا۔ اسلامی دفعات کو p.c.o میں شامل نہ کیا گیا۔ آخری اور غیر معمولی کام یہ کیا گیا کہ توہین رسالت کے قانون میں طریقہ کی تبدیلی کا اعلان کر دیا گیا اور اس میں بڑی عجلت پسندی کا مظاہرہ کیا گیا۔ اصغر خان صاحب جن کا صاحبزادہ مرکزی کابینہ کا رکن ہے' کا یہ مطالبہ بھی سامنے آگیا کہ پاکستان کے نام کے ساتھ "اسلامی" کا لفظ ختم کر دیا جائے۔ ایک اہم بات یہ بھی تھی کہ جس خاندان کو پرویز مشرف نے بزور شمشیر اقتدار سے محروم کیا تھا وہ مذہبی رجحانات کا حامل تصور کیا جاتا تھا۔ اس پس منظر میں بجا طور پر یہ سمجھا گیا کہ ہمارے نئے حکمرانوں نے قبلہ کی طرف پشت کر کے سفر کا آغاز کیا ہے۔ جس کا لازمی نتیجہ یہ نکلے گا کہ وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ ہم مذہب سے دور ہوتے چلے جائیں گے لہٰذا مذہبی اور سیاسی جماعتوں میں حرکت پیدا ہوئی۔ وہ سب سے پہلے توہین رسالت قانون میں طریقہ کار کی تبدیلی کے حوالہ سے میدان میں آئیں لیکن حکومت نے توقع سے جلد پسپائی اختیار کی اور ترمیم واپس لے لی۔

اس وقت اس فوری پسپائی کی دو وجوہ سمجھیں گئیں۔ اولاً یہ کہ حکومت کی اصل محاذ آرائی بلکہ دشمنی تو شریف خاندان اور ان کے وفادار مسلم لیگی ٹولے سے چل رہی تھی اور بعض مذہبی مکاتب فکر اب بھی شریف خاندان سے ہمدردی بلکہ وفاداری کا اظہار کر رہے تھے' لہٰذا مذہبی جماعتوں سے کھینچا تانی کا فائدہ کہیں شریف خاندان نہ حاصل کر لے۔ ثانیاً یہ کہ حکومت کو شدید معاشی بحران کا سامنا تھا اور آنے والے وقت میں سیلز ٹیکس کے نفاذ کے حوالے سے تاجروں سے شدید محاذ آرائی متوقع تھی لہٰذا

تجزیہ

حکومت نہیں چاہتی تھی کہ تاجروں کو مذہبی جماعتوں کی عملی مدد حاصل ہو سکے' ایسا نہ ہو کہ مذہبی جماعتوں کے مشتعل جلوس اور تاجروں کی ہڑتال مل کر حکومت کے خلاف ایک تحریک کی صورت اختیار کر لیں۔ لہٰذا توہین رسالت قانون میں طریقہ کار کی تبدیلی کے اعلان کو واپس لینا اپنے اقتدار کو مستحکم کرنے کے لئے حکومت کی سیاسی حکمت عملی تصور کی گئی۔

لیکن بعد ازاں پے در پے ایسے واقعات وقوع پزیر ہوئے اور ایسی افواہیں گردش کرنے لگیں کہ محسوس ہوتا ہے کہ یا تو حکومت نے اپنا فیصلہ تبدیل کر لیا ہے یا اسے کوئی ایسی مجبوری لاحق ہے کہ وہ مذہبی جماعتوں کی مکمل پشت پناہی حاصل کرنے کی خواہشمند ہے۔ چیف ایگزیکٹو نے مولانا فضل الرحمٰن سے طویل ملاقات کی اور مولانا نے ملاقات کے بعد دعویٰ کیا کہ مذہبی جماعتوں کے تمام مطالبات تسلیم کر لیئے جائیں گے اور پھر عملاً ایسا ہوا کہ اسلامی دفعات کو P.C.O کا حصہ بنایا گیا اور اس کا نفاذ موثر بماضی قرار دیا گیا۔ ایک باخبر کالم نویس نے یہ دعویٰ بھی کیا کہ کابینہ کی میٹنگ میں چیف ایگزیکٹو نے مولانا کی بہت تعریف کی اور جب ایک رکن نے بعض اعتراضات وارد کئے تو چیف ایگزیکٹو نے بڑی سختی سے ان اعتراضات کو رد کر دیا۔ اس سے پہلے یہ خبریں بڑے تواتر سے آ رہی تھیں کہ امیر جماعت اسلامی قاضی حسین احمد کے امریکہ کے دورے کو حکومتی تائید حاصل ہے اور حکومت امریکہ میں قاضی صاحب کی اعلیٰ ترین انتظامیہ سے ملاقات کرانے کا اہتمام کر رہی ہے۔ ایسا ہی ہوا کہ قاضی صاحب نے مختلف وزراء کے علاوہ انڈر فرتھ جو موجودہ امریکی خارجہ پالیسی کے معمار سمجھے جاتے ہیں' ان سے باضابطہ ملاقات کی۔ ان ملاقاتوں کے بارے میں یہ خبریں گرم ہیں کہ قاضی صاحب کا بڑا احترام اور اعزاز کیا گیا اور قاضی صاحب نے بھی امریکہ کے بارے میں اپنے لب و لہجہ میں نرمی پیدا کی۔ تادم تحریر قاضی صاحب امریکہ میں ہی ہیں اور حکومت پاکستان کی طرف سے ان کی واپسی پر چیف ایگزیکٹو سے ملاقات کیلئے بڑی دلچسپی کا اظہار کیا جا رہا ہے' جب کہ جماعت اسلامی اس ملاقات کے بارے میں بے نیازی اور عدم دلچسپی کا اظہار کر رہی ہے اور ملاقات کے لئے بعض شرائط عائد کر رہی ہے۔ وہ ملاقات کے لئے معین ایجنڈے کا مطالبہ بھی کر رہی ہے۔ جبکہ مسلم لیگ اور پیپلز پارٹی جیسی بڑی جماعتوں کے لیڈروں نے چیف ایگزیکٹو سے ملاقات کے لئے بڑی دلچسپی اور پھرتی کا مظاہرہ کیا ہے۔

حکومت نے اپنے رخ اور رویے میں زبردست تبدیلی پیدا کیوں کی ہے۔ اس کی دو وجوہ سمجھ میں آتی ہیں۔ اوّل یہ کہ حکومت آنے والے وقت میں دونوں عوامی رہنماؤں نواز شریف اور بے نظیر کا کوئی سیاسی رول برداشت کرنے کو تیار نہیں اور وہ انہیں سیاست سے مکمل طور پر آؤٹ کرنا چاہتی ہے۔ لہٰذا ملک میں موجود تیسری مذہبی سیاسی قوت کی پشت پناہی کا فیصلہ کیا گیا ہے۔ ثانیاً یہ کہ نہ صرف پاکستان کی تمام حکومتیں بلکہ بیرونی قوتیں بھی جن میں امریکہ خاص طور پر قابل ذکر ہے پاکستان میں مذہبی قوتوں کو نہ تو رام کر سکیں اور نہ ہی کنٹرول کر سکیں۔ پاکستان میں مذہبی قوتوں نے امریکہ کو بحیثیت سپریم پاور کبھی درخور اعتناء نہ سمجھا اور کبھی مرعوبیت کا اظہار نہیں کیا بلکہ اکثر اوقات اپنی قوت کو تولے بغیر بڑھ چڑھ کر بڑھکیں مارنا ضروری سمجھا۔ عین ممکن ہے کہ ان اندرونی قوتوں نے مذہبی انتہاپسندوں کے خلاف جنگ کرنے کی بجائے انہیں گڑ دے کر مارنے کی منصوبہ بندی کی ہو'

کیونکہ دنیا بھر کے تجزیہ نگاروں کے مطابق ایران ایک وقت میں مذہبی انتہاپسندی کی آخری حد کو چھو رہا تھا لیکن جب حکومت مذہبی رہنماؤں کے سپرد کی گئی تو طغیانی کی شدت میں آہستہ آہستہ کمی آنے لگی۔ اس وقت وہاں اعتدال پسند طبقات مذہبی انتہاپسندوں کی جگہ لے چکے ہیں اور ترقی پسند بڑی آہستگی سے اپنا راستہ ہموار کر رہے ہیں یعنی اقتدار نے انقلاب کے غبارے سے ہوا نکال دی ہے اور وہاں خاموش پسپائی شروع ہو چکی ہے۔ ان تجزیہ نگاروں کے مطابق افغانستان میں بھی مذہبی انتہا پسند ISOLATE یعنی تنہا ہو کر بڑی تکلیف محسوس کر رہے ہیں۔ پابندیوں کی وجہ سے حالات خراب ہیں' جلد ہی عوام بیزاری کا اظہار کرنے لگیں گے۔ پاکستان میں بھی اگر مذہبی انتہاپسندوں کو حکومت کرنے کا موقع دیا جائے تو وہ بھی اپنا بھرم قائم نہیں رکھ سکیں گے۔ ان مذہبی قوتوں کے پاس کیونکہ کوئی مربوط پروگرام نہیں ہے' انہوں نے کوئی ہوم ورک نہیں کیا ہوا اس لئے یہ حکومت کرنے کے جدید تقاضوں سے بے بہرہ ہیں۔ پھر یہ کہ مختلف مذہبی جماعتوں میں اتحاد کا فقدان ہے اور وہ تفرقہ کا شکار ہیں' لہٰذا یہ بری طرح ناکام ہوں گے اور عوام میں ان کا اثر و رسوخ ختم ہو کر رہ جائے گا اور بعد میں ان سے نمٹنا آسان ہو جائے گا۔

ہماری رائے میں اگر مذہبی جماعت یا جماعتوں کو اقتدار کی پیشکش ہوئی ہے تو انہیں جلد بازی کرنے کی بجائے بڑی سوچ بچار کے بعد کوئی فیصلہ کرنا چاہئے۔ انہیں ان امور پر خاص طور پر توجہ دینی ہوگی۔

(۱) پرانے نظام کی اصلاح کیسے ممکن ہوگی اور اس کا طریقۂ کار کیا ہوگا۔

(۲) اسلام کے بنیادی اصولوں اور عصر حاضر کے جدید تقاضوں میں کیسے ہم آہنگی پیدا کی جائے گی۔

(۳) فرقہ واریت سے بالاتر ہو کر تمام مسالک کے پیرو کاروں کو کیسے مطمئن کیا جائے گا۔

(۴) منتقلی اقتدار کا مستقل طریقہ کیا ہوگا۔

(۵) مشاورت کا کیسا نظام قائم کیا جائے گا۔

(۶) خارجہ پالیسی کا کارنر سٹون کیا ہوگا اور غیر مسلم ممالک سے تعلقات کی نوعیت کیا ہونی چاہئے۔ خصوصاً سنکیانگ کے مسئلہ کی موجودگی میں اپنے عظیم ہمسائے اور دوست چین سے دوستانہ تعلقات کو کیسے محفوظ رکھا جائے گا۔

ہماری رائے میں اگر ان مسائل پر کوئی طے شدہ لائحہ عمل اپنائے بغیر اقتدار حاصل کرنے کی کوشش کی گئی تو دشمنوں کی توقعات کے عین مطابق مذہبی قوتیں بری طرح ناکام ہوں گی اور لوگوں میں ایک ردعمل پیدا ہوگا جس کے نتیجہ میں حقیقی اسلامی نظام کی طرف بڑھنا بہت مشکل ہو جائے گا اور اسلام کے دشمنوں کی منزل آسان ہو جائے گی۔

ضرورت رشتہ

امریکہ میں مقیم لڑکے کے لئے امریکن نیشنلٹی' ۱۶' ۱۷ سالہ مذہبی گھرانے کی لڑکی کا رشتہ درکار ہے۔ لڑکے کی تعلیم Fsc اور اپنا کاروبار ہے۔

رابطہ : مختار احمد' FLT.OPS.PIA

کراچی ایئرپورٹ' فون : 4588915

☆ ☆ ☆

یو۔ اے۔ ای (العین) میں مقیم ۳۹ سالہ سکول ٹیچر (ایم۔ ایس۔ سی کیمسٹری) اردو سپیکنگ کراچی میں رہائش پذیر' شرعی پردہ کی پابند' نیک سیرت لڑکی کے لئے رشتہ درکار ہے۔

☆ ☆ ☆

برما سے تعلق' العین میں مقیم لیڈی ڈاکٹر عمر ۵۵ سال پہلے خاوند سے تین بیٹے زیر تعلیم کے لئے مناسب رشتہ درکار ہے۔

رابطہ : سردار اعوان۔

K-36 ماڈل ٹاؤن لاہور

آئینہ

تمباکو نوشی' اسلام اور ہمارے رویئے

تحریر : محمد یعقوب عمر

یوں تو سگریٹ ساز کمپنیوں کو بھی آئے دن بوجہ بھاری جرمانوں کے زیر بار ہونا پڑتا ہے اور ٹی۔ وی پر چلنے والے سگریٹ کی مصنوعات کے اشتہار کے ساتھ ساتھ محکمہ صحت کی طرف سے بھی پبلسٹی ہوتی ہے کہ تمباکو پینا صحت کے لئے مضر ہے مگر لوگوں کو اس زہر سے دور رکھنے کے لئے یہ بات کافی نہیں ہے۔

یہ ایک تسلیم شدہ حقیقت ہے کہ تمباکو نوشی پھیپھڑوں کے سرطان کا بڑا سبب ہے۔ اس کے باوجود لوگ سبق سیکھنے کو تیار نہیں ہیں۔ میں نے اپنی زندگی کے ابتدائی ۱۶ سال دیہات میں گزارے ہیں۔ میں اپنے تجربہ کی بنیاد پر اپنے مسلمان بھائیوں کو اس قبیح شغل سے نفرت دلانے کی کوشش میں ہوں۔ دیہات میں کسان عمومی طور پر اپنی ضرورت کو مدنظر رکھتے ہوئے تمباکو کاشت کر لیتے ہیں۔ اس فصل کی نگہبانی بھی زیادہ ہی کرتے ہیں۔ چونکہ یہ بالخصوص ان کے شغل کا ذریعہ ہوتا ہے۔ دین اسلام میں پلید جانوروں میں سے سور سب سے پلید جانور شمار کیا جاتا ہے۔ مسلمان کہلوانے والا اس کے نام سے بھی نفرت کرتا ہے۔ دیہات میں یہ جانور کھیتوں میں نکل آئے تو فصل کا ستیاناس کر کے رکھ دیتا ہے مگر تمباکو کی فصل کے قریب نہیں جاتا' یعنی یہ جانور بھی اس کی بدبو سے بچتا ہے۔

دوسری طرف ذرا دیکھیں تو یہ مسلمان اور اشرف مخلوق اس کو سکون و راحت کا ذریعہ سمجھے ہوئے ہے۔ اللہ کے رسولؐ کا یہ فرمان چہ معنی دارد؟ کہ بدبودار چیزیں کھا کر ہماری مساجد میں نہ آیا کرو۔ کیا ہم اپنے اللہ اور رسولؐ کے احکامات کو کچھ بھی اہمیت دینے کو تیار نہیں ہیں؟

اخلاقی سطح پر بھی ہم اگر سوچیں کہ جتنی زمین پر ہم تمباکو کی فصل ذہنی عیاشی کے لئے کاشت کرتے ہیں اگر اپنی حقیقی ضرورت کی فصل کاشت کریں تو ہماری صحت بھی برباد نہ ہو اور ہماری معیشت بھی مضبوط ہو جائے۔ ویسے تو مفتی اعظم مصر نے اسے حرام قرار دیا ہے۔ کاش ہمارے علماء بھی عوام کو اس کی شناعت سے آگاہ کریں۔

مبتدی رفقائے تنظیم توجہ فرمائیں

اتوار 6/1 اگست 5 پانچ بجے شام سے ہفتہ 12 اگست دوپہر ایک بجے تک

رہائش چودھری خوشی محمد صاحب

گلبرگ ٹوبہ ٹیک سنگھ میں

مبتدی تربیت گاہ

منعقد ہو رہی ہے۔

مبتدی رفقاء کے علاوہ احباب بھی شرکت کر سکتے ہیں۔

نوٹ : باہر سے آنے والے حضرات

فون 511752-0462 یا غلام نبی الہدیٰ لائبریری سٹی پلازہ تالاب بازار ٹوبہ پر رابطہ فرمائیں

صبر کی اہمیت وفضیلت

تحریر: مفتی ریاض حسین ریاض

صبر کے لغوی معنی ہیں روکنا' برداشت کرنا' جرأت و شجاعت' مصائب و آلام میں بے قراری کا اظہار نہ کرنا۔ اسلامی اصطلاح میں نفس انسانی کی گھبراہٹ اور اضطراب سے رُکنا' ثابت قدمی' جواں مردی اور دل کی مضبوطی کے ساتھ تمام پریشانیوں پر قابو پانا صبر کہلاتا ہے۔

قرآن میں صبر کے معنی ہیں پسندیدہ اشیاء سے کنارہ کش رہنا۔ روزہ کو بھی صبر کہا گیا ہے' کیونکہ یہ ضبط نفس کی ایک قسم ہے۔ اسلام کو جو انفرادی اور اجتماعی نیکیاں انسانوں میں مطلوب ہیں ان میں ایک صبر ہے۔ اردو میں صبر کے معنی بہت محدود ہیں۔ سمجھا جاتا ہے کہ صبر کے معنی صرف یہی ہیں کہ موت و بیماری' فقر و تنگ دستی جیسی مصیبتوں کو اس طرح برداشت کر لیا جائے کہ شور و فغاں اور شکوہ و شکایت کا اظہار نہ ہو اور کوئی ظالم اگر ظلم کرے تو اس کا انتقام نہ لیا جائے اور نہ نالہ و فریاد کیا جائے۔ مگر قرآن کی زبان میں صبر کے معنی اس سے بہت زیادہ وسیع و عمیق ہیں۔ مختصر الفاظ میں اس حقیقت کو کچھ اس طرح ادا کیا جا سکتا ہے کہ کسی نیک کام کے لئے صدموں' تکالیف و مصائب کو برداشت کرنا اور ناموافق حالات میں بھی حق اور سچائی پر مضبوطی سے جمے رہنا اور نیکی کے راستے پر چلتے رہنا صبر ہے۔ قرآن پاک نے صبر کو ایک ذریعہ قوت قرار دیا ہے۔ چنانچہ ارشاد خداوندی ہے:

﴿ یٰاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اسْتَعِیْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوةِ ﴾

"کہ اے ایمان والو (مشکلات اور تکالیف میں) صبر اور نماز سے مدد حاصل کرو۔"

اسلامی نظام حیات رضائے الٰہی کو مقصود بنا کر اخلاق کے لئے ایک ایسا بلند معیار قائم کرتا ہے جس کی وجہ سے اخلاقی ارتقاء کے امکانات کی کوئی انتہا نہیں رہتی۔ ویسے تو ہر عمل صالح اگر خالص خدا کی رضا کے لئے کیا جائے تو سلام کے نزدیک عبادت کا درجہ رکھتا ہے اور عبادت ہی کہلانے کا مستحق ہے' لیکن مسلمان مفکرین نے عوام کے لئے بات کو آسان اور قابل فہم بنانے کے لئے عبادات کا لفظ صرف ان اعمال صالح کے لئے مخصوص کر دیا ہے جس کے ذریعہ سے بندہ اللہ تعالیٰ کی عظمت اور معبودیت کا اعتراف کرتے ہوئے اس کے سامنے اپنی بندگی اور اپنے عجز و نیاز کا اظہار کرتا ہے۔

اصطلاح شریعت میں صبر کا مفہوم یہ ہے کہ نفسانی خواہشات کو عقل پر غالب نہ آنے دیا جائے اور شرعی حدود سے تجاوز نہ کیا جائے۔ صبر دل کی کمزوری' بے بسی اور بے چارگی کی حالت میں مجبور ہو کر درگزر کرنے کا نام

نفس کے اضطراب کو ثابت قدمی سے روکنا اور پریشانیوں پر قابو پانا صبر کہلاتا ہے

نہیں' بلکہ ہمت سے مشکلات کا مقابلہ کرنے کا نام ہے۔ ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر بیٹھ رہنا صبر کے منافی ہے۔ صبر تو مسلسل کوشش کا نام ہے۔ چنانچہ پیغمبر اسلام کا ارشاد گرامی ہے کہ: "صبر وہ ہے جو صدمہ کے ابتداء میں کیا جائے"۔

قرآن حکیم میں صبر کی تاکید کچھ یوں ہے کہ "پس صبر کرو! بے شک اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔" "صبر کیجئے جیسے کہ صاحب عزم رسولؑ صبر کرتے تھے۔ پھر قرآن پاک میں ہے کہ:

"جو پرہیزگاری اختیار کرتا ہے اور صبر کرتا ہے تو بے شک اللہ نیکوکاروں کا اجر ضائع نہیں کرتا۔"

سرکار دو عالمؐ کا ارشاد گرامی ہے "صبر میری چادر ہے" پھر فرمایا: "بروز قیامت جب اہل عافیت یہ دیکھیں گے کہ اہل صبر کو ثواب سے نوازا جا رہا ہے تو تمنا کریں گے کہ دنیا میں راہ حق میں کاش ان کی کھالیں اتار لی جاتیں' تاکہ آج کا اجر نصیب ہو جاتا"۔

مؤمن کا معاملہ کیا خوب ہے! اس کو کوئی نعمت ملتی ہے' تو شکر کرتا ہے اس کا اسے اجر ملتا ہے' اور اس پر کوئی مصیبت آتی ہے تو وہ اس پر صبر کرتا ہے اور اسے اس کا بھی اجر ملتا ہے" پھر ارشاد فرمایا: "صبر نصف ایمان ہے۔"

حدیث قدسی ہے: "میرے اس بندے کی جزا جنت کے سوا کیا ہے جس کا پیارا دنیا سے میں نے اٹھا لیا اور اس نے میری رضا اور ثواب کی امید پر صبر کیا"۔

حدیث نبویؐ ہے کہ: "مؤمن پر جتنی بڑی مصیبت نازل ہو گی اتنا ہی اسے اجر دیا جائے گا"۔

ایک اور مقام پر سرکار دو عالمؐ نے ارشاد فرمایا: "صبر کشائش کی چابی ہے"۔ پھر ارشاد فرمایا: "صبر جنت کے خزانوں میں سے ایک خزانہ ہے۔" پھر ارشاد فرمایا: "فتح صبر کے ساتھ ہے۔" مقاصد حیات کے حصول کے لئے مسلسل جدوجہد اور مصائب کا مردانہ وار مقابلہ کرنا پڑتا ہے' اس لئے لازم ہے کہ انسان اپنے مقصد کے حصول کے لئے صبر و استقامت کا مظاہرہ کرے اور کامیابی کے لئے اپنے خالق کی رضا کا انتظار کرے۔

صبر کا ایک مفہوم یہ بھی ہے کہ انسان مصائب و مشکلات کے ہجوم میں بے چینی سے پرہیز کرے۔ شکوہ زبان پر نہ لائے' بلکہ آزمائش کے لمحوں کا خندہ پیشانی سے استقبال کرے اور اس کو اللہ تعالیٰ کی مصلحت پر محمول کرے اور اسی ذات حکیم سے بہترین نتائج کی توقع رکھے۔

قرآن کریم میں ایسے صابرین کی تعریف کی گئی ہے۔ چنانچہ سورۂ حج میں ارشاد خداوندی ہے کہ "اور جو مصائب ان کو پہنچے وہ ان پر صابر ہیں" "صبر جمیل جملہ انبیاء کا شیوہ رہا ہے۔ حضرت ایوب علیہ السلام نے جس صبر و رضا کے ساتھ ہر قسم کے مصائب برداشت کئے جن کی تعریف اللہ تعالیٰ نے خود کی اور انہیں صابر کے لقب سے سرفراز فرمایا۔ ارشاد ربانی ہے: "بے شک ہم نے ایوب علیہ السلام کو صابر پایا"۔

آنحضرتؐ سے کسی نے پوچھا صبر جمیل کیا ہے۔ آپؐ نے ارشاد فرمایا: وہ ایسا صبر ہے جس میں حرف شکایت نہ ہو۔ مزید آپؐ نے ارشاد فرمایا: جس نے غم کا اظہار کیا اس نے صبر نہ کیا۔ پھر فرمایا: اگر تم سزا دو تو اس قدر جس قدر تمہیں تکلیف دی گئی ہو اور اگر صبر کرو تو یہ صبر کرنے والوں کے لئے بہتر ہے۔

اسلام اپنے پیرو کاروں کو تلقین کرتا ہے کہ اعمال کے نتائج اور اثرات کیلئے بے تاب و بے قرار نہ ہوں' بلکہ کشادہ دلی اور بلند حوصلگی سے انتظار کریں۔ الصبور اللہ تعالیٰ کے اسماء الحسنٰی میں شامل ہے۔ سرکار دو عالمؐ نے ارشاد فرمایا: اللہ سے بڑھ کر کوئی صبر کرنے والا نہیں ہے۔ صبر کی کامیابیاں صرف دنیا کیلئے ہی نہیں ہیں بلکہ آخرت کیلئے بھی صبر ہی گناہوں کی مغفرت کا سبب بنتا ہے۔ حضور پاک کا ارشاد گرامی ہے کہ: مؤمن پر مال اور اولاد کی آزمائشوں کا تانتا بندھا رہتا ہے' حتیٰ کہ جب وہ اللہ تعالیٰ کے پاس جاتا ہے تو اس کی کوئی خطا باقی نہیں رہتی۔ (بشکریہ: روزنامہ جنگ لاہور)

ضرورت رشتہ

دنیاوی تعلیم بی۔ ایس۔ سی' تنظیم اسلامی کی فعال رفیقہ کے لئے جس نے گذشتہ سال دعوت رجوع الی القرآن کا کورس شاندار کامیابی کے ساتھ کیا' دیندار' خود کفیل لڑکے کا رشتہ درکار ہے۔ ذات پات کی کوئی شرط نہیں۔

ایڈریس: معرفت بیگم ڈاکٹر عبدالخالق' 67/A علامہ اقبال روڈ' گڑھی شاہو' لاہور

تکلّم بالقرآن (۲)

قرآنی ضرب الامثال اور محاوروں کو اپنی گفتگو کا حصہ بنائیے!

(گزشتہ سے پیوستہ)

تحریر: پروفیسر ثریا بتول علوی

۱۰) ﴿طَاعَةٌ وَّقَوْلٌ مَّعْرُوْفٌ﴾ (محمد: ۲۱)

"طاعت کا اقرار اور اچھی اچھی باتیں (تو صرف زبانی کلامی ہیں)"۔

موقع محل: جب کوئی شخص بڑھ چڑھ کر باتیں بنائے' صرف نمبر بنانے کے لئے اپنی اطاعت اور وفاداری و جانثاری کا بار بار یقین دلائے' مگر عمل کے میدان میں بالکل نکما ہو تو یہ محاورہ بولا جاسکتا ہے۔

۱۱) ﴿كَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًا﴾ (الفتح: ۲۸)

"اللہ کی گواہی کافی ہے"۔

موقع محل: اپنی بات اور وعدہ کا یقین دلانے کے موقع پر خصوصاً اپنی بے گناہی ثابت کرنے کیلئے یہ آیت بولی جاسکتی ہے۔ انہی معنوں میں سورۃ الفتح کی ایک اور آیت ہے:

﴿كَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمًا﴾ (الفتح: ۲۶)

"اللہ ہر چیز کو جاننے والا ہے۔ (وہ میری نیت و ارادہ اور عمل سے بخوبی آگاہ ہے)"۔

۱۲) ﴿هٰذَا اِفْكٌ قَدِيْمٌ﴾ (الاحقاف: ۱۱)

"یہ تو پرانا جھوٹ ہے"۔

موقع محل: جب مخاطب پرانے اعتراض بار بار دہراتا چلا جائے اور مقصد بحث برائے بحث ہی ہو۔ ایسے موقع پر یہ جملہ بولا جاسکتا ہے۔

۱۳) ﴿بُشْرٰى لِلْمُحْسِنِيْنَ﴾ (الاحقاف: ۱۲)

"نیک روش اختیار کرنے والوں کے لئے خوشخبری ہے"۔

موقع محل: نیکی پر ابھارنے اور خیر کی ترغیب دلانے کے موقع پر یہ آیت بولی جاسکتی ہے۔

۱۴) ﴿مَنْ اَصْدَقُ مِنَ اللّٰهِ حَدِيْثًا﴾ (النساء: ۸۷)

"اللہ سے بڑھ کر کس کی بات سچی ہو سکتی ہے"۔

موقع محل: جب گفتگو میں کسی نیکی کے اجر و ثواب کا ذکر ہو یا کسی نیکی کی ترغیب دی جا رہی ہو' وہاں یہ آیت بولی جاسکتی ہے۔

۱۵) ﴿بَلْ هُوَ مَا اسْتَعْجَلْتُمْ بِهٖ﴾ (احقاف: ۲۴)

"یہ وہی چیز ہے جس کی تم جلدی مچا رہے تھے"۔

موقع محل: آج کل دین سے دوری کے باعث بہت سے غیر شرعی کام بڑی تیزی سے مسلمانوں میں بڑھتے جا رہے ہیں۔ چنانچہ جب کسی غیر شرعی کام کا خراج اور برا نتیجہ برآمد ہو۔ جیسے رشوت لیتے ہوئے چوری یا نقل کرتے ہوئے کوئی پکڑا جائے تو اس وقت یہ جملہ بولا جاسکتا ہے۔

۱۶) ﴿لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَاَزِيْدَنَّكُمْ...﴾ (ابراھیم: ۷)

"اگر تم شکر گزار بنو گے تو میں تم کو اور زیادہ نوازوں گا"۔

موقع محل: دنیاوی چیزوں کی حرص و طمع انسان کو ہر وقت هَلْ مِنْ مَّزِيْدٍ پر اکساتی رہتی ہے۔ جتنا مال و اسباب زیادہ ہو، اتنی طمع بڑھتی جاتی ہے اور وہ ہر وقت روتا ہی نظر آتا ہے۔ اس موقع پر قناعت کا سبق دینے کے لئے یہ جملہ بولا جاسکتا ہے۔ اس کا اگلا ٹکڑا یوں ہے:

﴿وَلَئِنْ كَفَرْتُمْ اِنَّ عَذَابِيْ لَشَدِيْدٌ﴾ (ابراھیم: ۷)

"اور اگر تم کفران نعمت کرو تو میری سزا بہت سخت ہے"۔

۱۷) ﴿عَسٰى اَنْ تُحِبُّوْا شَيْئًا وَّهُوَ شَرٌّ لَّكُمْ﴾ (البقرۃ: ۲۱۶)

"ہو سکتا ہے ایک چیز تمہیں پسند ہو اور وہی تمہارے لئے بری ہو"۔

موقع محل: انسان اپنے نفع نقصان سے آگاہ نہیں ہے۔ عین ممکن ہے کہ وہ ایسی راہ پر چل دے جو دین کے احکام کے برعکس ہے اور پھر وہ اس کے حق میں بہت سی پر کشش دلیلیں بھی دینے لگ جائے۔ ایسے موقع پر یہ جملہ بولا جاسکتا ہے۔ اس لئے اس آیت کا اگلا ٹکڑا یوں ہے:

﴿وَاللّٰهُ يَعْلَمُ وَاَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ﴾ (البقرۃ: ۲۱۶)

"اللہ جانتا ہے اور تم نہیں جانتے"۔

۱۸) ﴿لِكُلِّ اَجَلٍ كِتَابٌ﴾ (الرعد: ۳۸)

"ہر کام کا ایک وقت مقرر ہے"۔

موقع محل: بعض دفعہ انسان کوئی کام کرنا چاہتا ہے۔ بار بار کی کوشش اور محنت کے باوجود وہ کام نہیں ہو پاتا' اس سے ایک مایوسی کی کیفیت پیدا ہو جاتی ہے۔ ایسے موقع پر حوصلہ افزائی اور تسلی دینے کے لئے یہ جملہ مرہم کا کام دیتا ہے۔

۱۹) ﴿سُبْحٰنَكَ هٰذَا بُهْتَانٌ عَظِيْمٌ﴾ (النور: ۱۶)

"تو پاک ہے! یہ تو عظیم بہتان ہے"۔

موقع محل: کسی پاک دامن عورت پر بدکرداری کی تہمت لگ جائے یا کسی دیانت دار شخص پر بددیانتی کا الزام لگ جائے' اس موقع پر یہ جملہ کہا جاسکتا ہے۔

۲۰) ﴿وَمَا ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ بِعَزِيْزٍ﴾ (ابراھیم: ۲۰)

"ایسا کرنا اللہ کے لئے کچھ دشوار نہیں ہے"۔

موقع محل: جب انسان اپنی بداعمالیوں میں مست اور موت سے بالکل غافل ہو تو اسے اللہ کے عذاب سے ڈراتے ہوئے گناہوں سے توبہ کرنے کی ترغیب دیتے ہوئے یہ جملہ کہا جائے۔

۲۱) ﴿اِنَّمَا اَشْكُوْا بَثِّيْ وَحُزْنِيْ اِلَى اللّٰهِ...﴾ (یوسف: ۸۶)

"میں اپنی پریشانی اور غم کی فریاد اللہ کے سوا کسی سے نہیں کرتا"۔

موقع محل: انتہائی پریشانی اور غم کے موقع پر یہ جملہ بولا جاسکتا ہے۔

پس منظر: حضرت یوسفؑ کے بعد جب ان کے بھائیوں نے دوسرے بھائی بنیامین کے عزیز مصر کے پاس روک لئے جانے کی خبر حضرت یعقوب علیہ السلام تک پہنچائی تو حضرت یعقوب کو سخت صدمہ پہنچا۔ اس موقع پر انہوں نے مندرجہ بالا کلمہ کہا کہ میں اپنے شدید غم اور پریشانی کی فریاد اللہ تعالیٰ سے ہی کرتا ہوں۔ اسی طرح کے موقع پر حضرت نوح علیہ السلام کا بھی ایک جملہ قرآن پاک میں موجود ہے:

﴿رَبِّ اَنِّيْ مَغْلُوْبٌ فَانْتَصِرْ﴾ (قمر: ۱۰)

"اے پروردگار میں تو حالات سے سخت مغلوب ہوں' پس تو میری مدد فرما"۔

۲۲) ﴿وَمَكَرُوْا وَمَكَرَ اللّٰهُ وَاللّٰهُ خَيْرُ الْمٰكِرِيْنَ﴾ (آل عمران: ۵۴)

"انہوں نے چال چلی۔ جواب میں اللہ نے بھی خفیہ تدبیر کی۔ اور ایسی تدبیروں میں اللہ سب سے بڑھ کر ہے"۔

موقع محل: دشمن دین اسلام اور اہل اسلام کے خلاف جتنی بھی سازشیں کریں' اہل ایمان کو اللہ پر توکل رکھتے ہوئے اپنا کام محنت اور لگن سے جاری رکھنا چاہئے۔ مایوسی کا اظہار کرنے والوں کو حوصلہ دلانے کے لئے یہ

جملہ ادا کیا جائے تو خاطر خواہ تسلی اور اطمینان حاصل ہو گا۔

مختلف مواقع پر مختلف انداز میں اللہ کا نام لینا تو اسلامی معاشرے کا مخصوص اشعار ہے۔ مثلاً

(۱) انتہائی خوشی کے موقع پر کہا جائے :

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ (فاتحہ : ۱)

"اللہ کا شکر ہے"۔

(۲) انتہائی پریشانی کے موقع پر

حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ O (آل عمران : ۱۷۳)

"ہمیں اللہ کافی ہے اور وہ ہمارا بہترین کارساز ہے"۔

(۳) نقصان، غم، صدمہ اور خصوصاً کسی عزیز کی وفات پر :

اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ O (البقرۃ : ۱۵۶)

"ہم اللہ ہی کے ہیں اور ہمیں اللہ کی طرف ہی پلٹ کر جانا ہے"۔

(۴) مال و اولاد، فصل، کاروبار کو کامیاب دیکھ کر کہا جائے :

مَا شَآءَ اللّٰهُ لَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ ط (الکہف : ۳۹)

"جو کچھ اللہ چاہے وہی ہوتا ہے، کسی کا کچھ زور نہیں۔ جو کچھ ہوتا ہے وہ اللہ کی توفیق سے ہی ہوتا ہے"۔

(۵) خوبصورت چیز دیکھ کر کہا جائے سُبْحٰنَ اللّٰهِ

(۶) کوئی کام شروع کرتے وقت بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ کہا جائے۔

(۷) سیڑھیاں چڑھتے وقت اَللّٰهُ اَكْبَرُ اور سیڑھیاں اترتے وقت سُبْحَانَ اللّٰهِ کہا جائے

(۸) اَلَا بِذِكْرِ اللّٰهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ O (الرعد : ۲۸)

"سنو، اللہ کے ذکر سے ہی دلوں کو اطمینان نصیب ہو سکتا ہے"۔

موقع محل : دنیاوی آسائشیں اور مادی مال و اسباب جتنے بڑھتے جاتے ہیں دلوں کا چین اور اطمینان اتنا ہی رخصت ہوتا جاتا ہے۔ پریشانیوں کے بڑھنے سے بے شمار ذہنی، جسمانی اور نفسیاتی بیماریاں بھی بڑھتی جاتی ہیں۔ ایسے ہی مریض کو یہ سمجھایا جائے کہ اللہ کی طرف رجوع کرو اور اس کی اطاعت اختیار کرو۔ اللہ کا ذکر ہی زخمی دلوں کے لئے مرہم کا سامان ہے۔

یہ بالکل ابتدائی کاوش ہے۔ وگرنہ قرآن پاک میں ایسے جواہر پارے جابجا بکھرے پڑے ہیں۔ ذرا سی سوچ بچار سے یہ سلسلہ آگے بڑھایا جا سکتا ہے۔ میرے اپنے ذہن میں اس وقت بے شمار ایسے قرآنی جملے موجود ہیں، جن کو ہم اپنی روزمرہ گفتگو میں آسانی سے بول سکتے ہیں۔ تھوڑی سی کوشش اور محنت کی ضرورت ہے۔ لوگ عموماً اپنی گفتگو میں اردو محاورے، انگریزی الفاظ اور شعروں کا استعمال جابجا کرتے ہیں۔ بعینہٖ وہ قرآن پاک کے محاورے استعمال کر سکتے ہیں۔

زبان خلق...

پاکستان اسلام کے نام پر بنا ہے، یہاں کسی سیکولرازم کی گنجائش نہیں

یہود و نصاریٰ کبھی ہمارے خیر خواہ اور دوست نہیں ہو سکتے

چیف ایگزیکٹو پرویز مشرف کے نام کھلا خط

بخدمت جناب عزت مآب جنرل پرویز مشرف صاحب

چیف ایگزیکٹو آف پاکستان

السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ

کے بعد عرض خدمت یہ ہے کہ میں چند گزارشات جناب کے گوش گزار کرنا چاہتا ہوں۔ امید کرتا ہوں کہ آپ ان پر مخلصانہ غور فرمائیں گے۔ جناب والا! مورخہ ۱۱ جون کے تمام اخبارات میں محترم وزیر داخلہ معین الدین حیدر صاحب کا بیان پڑھا جو کہ انہوں نے نیویارک ٹائمز کو دیا کہ پاکستان کو تحمل مزاج سیکولر اسٹیٹ ہونا چاہئے۔ ان کا یہ بیان انتہائی شرمناک، خوفناک اور خطرناک ہے۔ جس سے نظریہ پاکستان کی نفی ہوتی ہے۔ پاکستان کا معرض وجود میں آنے کا مقصد فوت ہو جاتا ہے۔ پاکستان اسلام کے نام پر بنا ہے اور ان شاء اللہ یہاں پر اسلامی قانون ہی بالآخر نافذ ہو کر رہے گا۔ یہاں کسی سیکولرازم کی کوئی گنجائش نہیں۔ وزیر داخلہ کے اس بیان سے نظریہ پاکستان کی صریحاً خلاف ورزی ہوئی ہے اور عوام الناس کے جذبات کو جو اذیت پہنچی ہے اسے الفاظ میں بیان نہیں کیا جا سکتا لہٰذا اس بات کا آپ فی الفور نوٹس لیں اور وزیر داخلہ توبہ کریں اللہ تعالیٰ سے اور عوام سے معافی مانگیں۔

آپ سے گزارش یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو عرصہ تین سال کے لئے جو مینڈیٹ دیا ہے آپ اللہ کا شکر بجا لائیں اور ملک پاکستان میں اللہ کی زمین پر اللہ کا نظام فی الفور نافذ کریں۔ آپ اگر اپنی اور اس قوم کی دنیا اور عاقبت اگر سنوارنا چاہتے ہیں تو پھر بغیر کسی تاخیر کے اللہ تعالیٰ کا نظام جو کہ قرآن پر مبنی ہے نافذ کریں۔ اسی میں ہماری دنیوی و اخروی کامیابی مضمر ہے جناب جنرل مشرف صاحب آپ نے بھی جو بیان ایران میں دیا ہے کہ پاکستان بنیاد پرست نہیں، اسلامی جمہوری ملک ہے۔ یہ بیان بھی قابل مذمت ہے۔ اس کے علاوہ وزیر داخلہ نے جو بیان دینی مدارس کے بارے میں دیا ہے کہ دینی مدارس پر کنٹرول کیا جائے گا۔ یہاں سے جو مجاہدین جہادی ٹریننگ لے کر بوسنیا، چیچنیا، افغانستان اور کشمیر میں جہاد کرتے ہیں ان پر حکومت کنٹرول کرے گی۔ وزیر داخلہ ریٹائرڈ جنرل معین الدین حیدر کا یہ بیان بھی انتہائی شرمناک اور قابل مذمت ہے۔ پاکستان کی مسلح افواج کا ماٹو ہی (ایمان، تقویٰ، جہاد فی سبیل اللہ) ہے۔ جہاد اللہ تعالیٰ کا حکم بھی ہے اور نبی کریم ﷺ کی سنت مبارکہ بھی ہے اور مسلح افواج کا ماٹو بھی ہے۔ لہٰذا وزیر داخلہ کا یہ بیان بھی اللہ تعالیٰ کے حکم کی صریحاً خلاف ورزی اور ان کی سنت سے انکار ہے۔ آیئے جہاد کے بارے میں قرآن سے پوچھتے ہیں قرآن کیا کہتا ہے۔ (سورۃ الصف آیت نمبر ۱۰۔ ۱۱)

ترجمہ : "اے ایمان والو! کیا میں تمہیں نہ بتاؤں وہ تجارت جو تمہیں دردناک عذاب سے بچا لے۔ ایمان لاؤ اللہ اور اس کے رسول ﷺ پر اور اللہ کی راہ میں اپنے جان و مال سے جہاد کرو یہی تمہارے حق میں بہتر ہے اگر کچھ سمجھ رکھتے ہو"۔

جناب والا جہاد ہی سے اسلام کی عزت ہے، جہاد ہی اسلام کی پہچان ہے، جہاد ہی اسلام کی روح ہے اور جہاد ہی کے ذریعے نبی کریم ﷺ کو فتوحات نصیب ہوئیں۔ رہا مسئلہ یہود و نصاریٰ کا تو اس کے لئے ہمیں قرآن سے رہنمائی لینی چاہئے۔ آیئے یہود و نصاریٰ کے عزائم کے بارے میں قرآن ہی سے پوچھتے ہیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ سورۃ آل عمران آیت نمبر ۱۲۰ ترجمہ : اگر تمہیں کوئی بھلائی پہنچے تو انہیں برا لگے اور اگر تم کو برائی پہنچے تو اس پر خوش ہو اور اگر تم صبر اور پرہیزگار رہتے ہو تو ان کا داؤ تمہارا کچھ نہ بگاڑے گا۔ بے شک ان کے سب کام خدا کے گھیرے میں ہیں۔

اس آیت مبارکہ سے بھی پتا چلا کہ وہ ہمارے دوست اور خیر خواہ نہیں ہیں۔ جہاں تک ان کی بات ماننے کا تعلق ہے تو اس کے لئے سورۃ آل عمران آیت نمبر ۱۴۹ میں ہے ترجمہ : "اے ایمان والو اگر تم کہا مانو گے منکروں کا تو وہ تم کو پھیر دیں گے الٹے پاؤں اور جا پڑو گے نقصان میں" وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلَاغ

خیر اندیش

محمد اقبال

قیوم پارک، شاہدرہ لاہور

دعائے صحت

ابو ظبی سے رفیق تنظیم شیخ فہیم صاحب کے والد انتہائی علیل ہیں۔ رفقاء و احباب سے ان کے لئے دعائے صحت کی درخواست ہے۔

انتقال پر ملال

تنظیم اسلامی لاہور جنوبی کے نقیب اعلیٰ جناب محمد عباس صاحب کے والد محترم کا انتقال ہو گیا ہے۔ قارئین سے ان کے لئے دعائے مغفرت اور بلندی درجات کی درخواست ہے۔ اللھم اغفرلہ وارحمہ وادخلہ فی رحمتک وحاسبہ حسابًا یسیرا

غلطی پر نادم ہونے کے بجائے سرکش ہو جانا شیطنت ہے

شیطان کا سب سے بڑا ہتھکنڈہ شرم و حیا کا خاتمہ ہے

امیر محترم کی صاحبزادی کا "ناسا اکیڈمی" فیروزوالا کی الوداعی تقریب میں طالبات سے خطاب

جب بھی کوئی کلاس اپنا تعلیمی ادارہ چھوڑتی ہے تو ایک الوداعی تقریب کا اہتمام کیا جاتا ہے۔ ناسا اکیڈمی برائے خواتین فیروزوالا کی ایف۔ ایس۔ سی کی کلاس جب امتحانات کے بعد اکیڈمی سے رخصت ہونے لگی تو یہاں کے اساتذہ نے روایتی سی تقریب کے بجائے ایسی تقریب منعقد کرانے کا اہتمام کیا جو دنیا اور آخرت کے سفر میں طالبات کے لئے نشان راہ ثابت ہو سکے۔ اس تقریب میں علاقے کی دوسری خواتین نے بھی شرکت کی۔ ڈاکٹر اسرار احمد کی صاحبزادی محترمہ امت المغنی صاحبہ اس تقریب کی مہمان خصوصی تھیں۔

مورخہ ۱۵ جولائی ۲۰۰۰ کو اس بامقصد تقریب کا آغاز اکیڈمی کی ٹیچر مس اقصیٰ نے سورۃ رحمٰن کی تلاوت سے کیا۔ **پھر ایک ٹیچر نے نبی اکرمؐ کی خدمت میں نذرانۂ عقیدت پیش کیا۔ بعد ازاں ایک خاتون خدیجہؓ الکبریٰ نے نظم کی شکل میں نماز کی اہمیت کو اجاگر کیا۔ مہمان خصوصی کو خطاب کی دعوت دی گئی۔ انہوں نے نہایت باثر انداز میں خطاب کا آغاز سورۂ اعراف کی چند آیات سے کیا تو مجمع پر ایک پر سکون** خاموشی طاری ہو گئی۔

ان کی گفتگو کا موضوع تھا "شیطان کے ہتھکنڈے"۔

اس موضوع پر اظہار خیال کرتے ہوئے انہوں نے کہا کہ سورۂ اعراف کا یہ پورا رکوع جو حضرت آدمؑ کی پیدائش سے متعلق ہے' اس میں ہمارے لئے بہت عظیم رہنمائی موجود ہے' خصوصاً آج کے دجالی دور میں قصۂ آدم و ابلیس قرآن مجید میں ۷ مقامات پر مختلف انداز میں آیا ہے' لیکن اصل موضوع تقریباً ایک ہی ہے کہ آدمؑ کو سجدہ نہ کرنے کی وجہ یہی تھی کہ شیطان کے بقول اس کا ناری وجود آدمؑ کے خاکی وجود سے کہیں بہتر ہے۔ اسے وہ روح ربانی ہی نظر نہ آئی جو آدم کو اشرف المخلوقات بنانے والی تھی۔ چنانچہ اس نے یہ کہہ کر انکار کر دیا کہ ﴿ اَنَا خَيْرٌ مِّنْهُ ﴾ "میں اس سے بہتر ہوں" اور اس کا یہ جملہ اللہ کو پسند نہ آیا۔

اللہ تعالیٰ نے تمام انسانوں کے لئے اس میں سبق رکھ دیا ہے کہ انسانیت نہیں شیطانیت ہے کہ اپنے آپ کو دوسروں سے بڑا' برتر اور بہتر سمجھا جائے۔ دوسرا سبق یہ ہے کہ انسان خطا کا پتلا ہے' ایسا نہیں ہے کہ اس سے غلطی سرزد نہیں ہو سکتی بلکہ حدیث مبارکہ کے مصداق ((کل بنی آدم خطاون وخیر الخطائین التوابون)) اصل انسان وہ ہے جو خطا پر نادم ہو کر رب سے رجوع کرے اور معافی مانگے' اصل انسانیت یہی ہے' غلطی پر نادم ہونے کے بجائے سرکش ہو جانا شیطنیت ہے۔ جیسا کہ شیطان نے کیا' ہونا تو یہ چاہئے تھا کہ وہ اللہ کی نافرمانی کرنے کے بعد غلطی اور نافرمانی پر نادم ہوتا لیکن اس نے اپنی گمراہی کی ساری ذمہ داری بھی اللہ پر ڈال دی اور کہا کہ فَبِمَا اَغْوَيْتَنِىْ "کہ تو نے مجھے گمراہ کیا" اور دوسرا طرز عمل آدمؑ کا تھا۔ غلطی ان سے بھی ہوئی لیکن فوراً لغزش پر نادم ہوئے اور معافی کے اظہار کے لئے اس عظیم دعا کا سہارا لیا:

﴿ رَبَّنَا ظَلَمْنَا اَنْفُسَنَا وَاِنْ لَّمْ تَغْفِرْ لَنَا وَتَرْحَمْنَا لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ﴾

یہ انسانیت ہے۔ **شیطان راندہ درگاہ ہونے کے بعد اللہ سے کیا ہوا وعدہ نبھا رہا ہے۔ وہ انسان کو ورغلانے کے لئے اور صراط مستقیم سے ہٹانے کے لئے جو ہتھکنڈے آزما رہا ہے وہ بھی اللہ تعالیٰ نے ہمیں بتا دیے ہیں کہ شیطان** تمہارا ازلی دشمن ہے وہ ہر لحہ ہر قدم پر دائیں بائیں اور آگے پیچھے سے گھات لگاتا ہے۔ جیسا کہ سورۂ اعراف میں ہے کہ شیطان نے کہا ﴿ لَاَقْعُدَنَّ لَهُمْ صِرَاطَكَ الْمُسْتَقِيْمَ ثُمَّ لَاٰتِيَنَّهُمْ مِّنْ بَيْنِ اَيْدِيْهِمْ وَمِنْ خَلْفِهِمْ وَعَنْ اَيْمَانِهِمْ وَعَنْ شَمَآئِلِهِمْ ﴾

مہمان خصوصی صاحبہ نے اس کی تشریح اس طرح سے کی کہ شیطان انسان کو مختلف طریقوں سے سیدھی راہ سے ہٹاتا ہے اگر انسان نیک کام کرنے کا ارادہ کرے تو مختلف معذوریوں اور مجبوریوں کی صورت میں آڑ بن جاتا ہے۔ اگر انسان اپنی پچھلی غلطیوں پر نادم ہونا چاہے تو "انا" کی صورت میں سامنے آتا ہے۔ اور ماضی کی غلطیوں پر پشیمان ہو کر اللہ سے توبہ نہیں کرنے دیتا۔ اسے نماز روزہ یا عبادات و وظائف تک محدود رکھتا ہے اور دلاسہ دیتا ہے کہ اللہ بڑا غفور و رحیم ہے' بخش دے گا۔

انہوں نے کہا کہ اس کا سب سے بڑا حربہ تو یہ ہے کہ وہ ہمیں اور ہمارے بچوں کو بے خیالی کے ذریعے' آڈیو ویڈیو فلموں' رشوت' دھوکے' جھوٹ اور سب سے بڑھ کر مغربی تہذیب کی اندھا دھند تقلید کے ذریعے سیدھی راہ سے بھٹکا رہا ہے۔ **انہوں نے کہا ہے کہ اس کے بڑے بڑے ہتھکنڈوں میں سے ایک یہ ہے کہ ہماری شرم و حیا کو ختم کر دے اور اس حقیقت کو اس رکوع میں اس طرح بیان کیا** گیا۔ ﴿ لِيُبْدِيَ لَهُمَا مَاوٗرِيَ عَنْهُمَا مِنْ سَوْاٰتِهِمَا ﴾ اور اس شعبے میں شیطان کے سب سے بڑے ایجنٹ اہل مغرب ہیں جو بنی نوع انسان کے تن سے کپڑے اتروانے کی فکر میں ہیں تاکہ نہ صرف ان کی شرم و حیا ختم ہو جائے بلکہ خاندانی نظام بھی تباہ و برباد ہو جائے۔ اس کو درجۂ کمال تک پہنچانے میں ہمارا میڈیا جس دلکش انداز میں فحاشی پھیلا رہا ہے' اس کی زد میں نہ صرف پوری دنیا بلکہ ہم مسلمان یعنی اہل قرآن بھی آچکے ہیں۔ جبکہ ہمیں صاف بتا دیا ہے کہ

﴿ اِنَّ الشَّيْطٰنَ لَكُمْ عَدُوٌّ فَاتَّخِذُوْهُ عَدُوًّا ﴾ بے شک شیطان تمہارا دشمن ہے پس اس کو دشمن بنالو۔ لیکن ہم نے شیطان کو دوست بنالیا اور قرآن کو چھوڑ دیا — لیکن اللہ کے نیک بندے ایسے بھی ہیں جن پر شیطان کا کوئی داؤ نہیں چلتا۔ جیسا کہ قرآن میں اللہ تعالیٰ نے شیطان سے فرمایا ﴿ اِنَّ عِبَادِىْ لَيْسَ لَكَ عَلَيْهِمْ سُلْطٰنٌ ﴾ کہ میرے بندے تیرے داؤ میں نہیں آسکیں گے۔

مہمان خصوصی صاحبہ نے فرمایا کہ آج کا مسلمان عملاً شیطان کے نرغے میں آچکا ہے۔ پچھلے دنوں یہود و نصاریٰ ان شیطانی ارادوں کی تکمیل کے لئے بیجنگ 5 کے نام سے ایک کانفرنس منعقد کر چکے ہیں۔ اس میں شیطان کی اس خواہش کا نہ صرف یہ کہ بھرپور احترام کیا گیا ہے بلکہ اس کو اپنی زندگیوں کا لائحہ عمل بنانے کی سرتوڑ کوشش ہو چکی ہے کہ خواتین کو مادر پدر آزاد کر دو۔

انہوں نے کہا کہ ہم نے اپنے **مسلمان ماؤں**' بہنوں' **اور بیٹیوں کے سر سے اللہ کے عطا کردہ یونیفارم ستر و حجاب کو کھینچ دیا ہے۔ ان کو چادروں اور دوپٹوں کی قید سے آزاد** کر دیا ہے۔ ان کو اس لباس سے جس کو قرآن نے لباس التقویٰ اور زینت کا لباس کہا ہے' محروم کر دیا۔ کیونکہ اب وہ لباس نہیں بلکہ جسم کی زینت دکھانے کے ذریعہ ہے' کھلے گلے' بغیر بازوں کے قمیص' تنگ اور باریک لباس پہن کر ہم شیطان کی اس خواہش کا احترام کر رہے ہیں۔

انہوں نے کہا شیطان کے ان گندے اور مذموم ہتھکنڈوں کی زد میں آنے کے بعد جب ہم اللہ کے حضور حاضری دیں گے تو بمصداق قرآنی ہم اللہ سے کہیں گے کہ اللہ ہم تو تیرا کہنا ماننا چاہتے تھے لیکن یہ شیطان تھا جس نے ہمیں گمراہ کیا' اور شیطان کہے گا کہ اللہ نے تمہیں ہدایت کا راستہ دکھایا اور میں بھی تمہیں ایک راستہ دکھایا لیکن خود تم نے اللہ کا راستہ چھوڑ کر میرا راستہ اپنا لیا' یہ تو تمہارا انتخاب تھا' آج تم مجھے ملامت نہ کرو بلکہ اپنے آپ کو ملامت کرو' اور ہم خود کو ملامت کرتے ہوئے دوزخ کا ایندھن بن جائیں گے۔

آخر میں مہمان خصوصی صاحبہ نے دعا کی کہ اللہ ہمیں صراط مستقیم پر چلنے کی توفیق عطا دے اور شیطان کے ان ہتھکنڈوں سے بچنے اور ان کو ناکام بنانے کی توفیق فرمائے (آمین)

امیر تنظیم محترم ڈاکٹر اسرار احمد
کا کراچی میں رفقاء سے خطاب

امیر محترم نے قرآن اکیڈمی کراچی میں ۱۲ جون ۲۰۰۰ء رفقاء کے ساتھ ایک خصوصی نشست کے موقع پر ان سے خطاب فرمایا۔ حسب معمول آپ کا خطاب کئی موضوعات پر محیط تھا۔ نظم کی پابندی کے حوالے سے ان کے خطاب سے اقتباسات قارئین ندائے خلافت کے لئے پیش کئے جا رہے ہیں۔ رفقاء نے اس موضوع پر نہ صرف امیر محترم کے مختلف مواقع پر کئے گئے خطبات بلکہ اس پر مستزاد منتخب نصاب نمبر ۲ میں تفصیلی درس قرآن بھی سنا ہوا ہے۔ یہ کوشش محض تذکیر کے نقطۂ نظر سے کی جا رہی ہے۔

امیر محترم نے فرمایا قرآن مجید میں دو مقامات پر بظاہر متضاد باتیں آئی ہیں۔ سورۂ نور میں کہا گیا کہ اے نبیؐ جو آپ سے اجازت طلب کرتے ہیں۔ وہ حقیقتاً ایمان والے ہیں۔ سورۂ توبہ میں کہا گیا کہ ایمان والے تو اجازت طلب کرتے ہی نہیں۔ جنہوں نے اجازت طلب کی ہے انہوں نے ثابت کر دیا ہے کہ ان میں ایمان نہیں ہے۔ اگرچہ بظاہر تضاد ہے لیکن ان کے اندر ایک توافق ہے۔ اصل میں تین درجے ہیں۔ اگر آپ نیچے سے اوپر جائیں گے تو ایک وہ لوگ ہیں جنہوں نے کسی چیز میں عدم شمولیت کا معاملہ بھی کیا اور معذرت بھی نہیں کی۔ ان سے بہتر تو وہ ہوئے جنہوں نے معذرت کی۔ کم از کم ایک درجے میں انہوں نے اپنی تنظیم سے وابستگی کا ثبوت دیا۔ ایک درجہ وہ ہوتا ہے جس میں آدمی یہ جان لے کہ یہ کام سپریم ہے۔ کوئی بھی رکاوٹ اس کے مقابلے میں زیادہ اہمیت کی حامل نہیں۔

فرض کیجئے بیوی بیمار ہے تو کیا آپ کے وہاں ہونے ہی سے اللہ تعالیٰ انہیں بچائے گا ورنہ نہیں بچائے گا یا کوئی اور مشکل ہے۔ کیا آپ کو اللہ پر اعتماد و توکل نہیں ہے کہ اللہ آپ کی وہ مشکل حل کر دے۔ یہ چیزیں ایک پیمانہ بنتی ہیں کہ کس چیز کو کتنی اہمیت حاصل ہے۔ لہٰذا جو لوگ اللہ اور اس کے رسول ﷺ پر ایمان رکھتے ہیں وہ تو معذرت کرتے ہی نہیں۔ بلکہ حضورؐ کی ایک طرح سے گرفت بھی کی گئی۔ معاذ اللہ آپؐ نے ان کی معذرت کیوں قبول کی؟ اللہ آپؐ کو معاف کرے۔ یہاں تک کہ واضح ہو جاتا ہے کہ کون منافق ہے اور کون مومن۔ اس لئے کہ آپؐ اگر انہیں اجازت نہ بھی دیتے تو بھی انہیں جانا نہیں تھا۔ یہ بات واضح ہو جاتی کہ انہوں نے اجازت لینے کے لئے محض خانہ پری کی تھی ورنہ ان کا مزاج اہل ایمان کا ہے ہی نہیں۔ حضورؐ کے سامنے جب بھی کوئی شخص آتا تھا اور وہ معذرت کرتا تھا تو آپ ﷺ اس کی معذرت قبول کر لیتے تھے۔ یہ آپؐ کا مزاج تھا۔ ہم جانتے ہیں کہ جب حضورؐ فرماتے ہیں کہ ﴿اِتَّقُوْا فِرَاسَةَ الْمُؤْمِنِ فَاِنَّہٗ یَنْظُرُ بِنُوْرِ اللّٰہِ﴾ "بندۂ مومن کی فراست سے ڈرتے رہا کرو کیونکہ وہ اللہ کے نور سے دیکھتا ہے۔" یعنی حضورؐ کی نگاہ کیا کچھ دیکھتی ہے اس کا ہم اندازہ نہیں کر سکتے۔ یہ نہیں ہو سکتا کہ آپ کو معلوم نہ ہو کہ یہ شخص جھوٹ بول رہا ہے، بہانہ بنا رہا ہے۔ لیکن یہ آپ کی شرافت و مروت تھی کہ کسی نے عذر پیش کیا تو آپ نے قبول فرما لیا۔ یہی میرا معاملہ بھی ہے کہ انفرادی بنیادوں پر بھی ایسا نہیں ہو سکتا کہ کوئی میرے سامنے عذر پیش کرے اور میں اس کے بعد بھی اس سے تکرار کروں۔ یہی طرز عمل ایک جماعتی زندگی کے لئے اس کی امارت پر فائز شخص کو اختیار کرنا چاہئے اور غنیمت سمجھنا چاہئے کہ اس نے تنظیم کے نظم کا اتنا حق تو ادا کیا کہ اپنا عذر پیش کر دیا۔ اگرچہ عذر پیش کرنے کے بعد جو ہلکا مقام ہے اس میں بھی ﴿فَاْذَنْ لِّمَنْ شِئْتَ مِنْهُمْ وَاسْتَغْفِرْ لَهُمُ اللّٰهَ﴾ کی وضاحت کر دی گئی ہے کہ آپ جن کو چاہیں اجازت دیں۔ یہ نہیں کہ بس ہم نے عذر لکھ دیا تو یہ کافی ہو گیا۔ ہم نے اپنا فرض ادا کر دیا۔ آپ کے امیر نے کیا آپ کا عذر قبول کر لیا؟ محض عذر لکھ کر غیر حاضر ہونا کافی نہیں یہ تو آپ کو محض اطلاع دی۔ یہ نظم جماعت والی بات تو نہ ہوئی۔ فرمایا گیا اے نبیؐ! آپ جس کو مناسب سمجھیں اس کا عذر قبول کر لیا کریں اور ان کو جانے کی اجازت دے دیا کریں لیکن ان کے لئے اللہ سے مغفرت بھی کیا کریں۔ یعنی انہوں نے ایک گھٹیا کام کیا ہے کہ انہوں نے کسی دنیوی مصروفیت کو دین کے کام سے بالاتر سمجھا ہے۔ اس اعتبار سے انہوں نے اپنی کمزوری کا ثبوت دیا ہے۔ سورۂ نور ۶ھ میں نازل ہوئی۔ سورۂ توبہ کا نزول ۹ھ میں ہوا۔ یہ تدریجی مراحل ہیں جو ہمیں سیرت النبیؐ میں نظر آتے ہیں۔ جماعتی نظم میں اگر کوئی عذر ہو اور معذرت پیش کی جائے تو اس کے بارے میں کیا طرز عمل ہونا چاہئے۔ یہ سورۂ نور میں آیا ہے۔ وہاں بھی یہ نہیں ہے کہ بس صرف اجازت طلب کر لینا ہی کافی ہے۔ باقاعدہ اجازت ہو۔ یہ کام امیر کا ہے کہ وہ دیکھے کہ اس کی ضرورت کتنی زیادہ ہے۔ اس کی ذاتی ضرورت کتنی زیادہ ہے۔ یہ ہو سکتا ہے کہ ایک وقت میں ہمارے پاس سو آدمی ہیں تو اگر ایک دو کم ہو جائیں تو کوئی بات نہیں۔ کسی موقع پر ہمارے پاس آدمی ہی پانچ چھ ہوں تو ان میں اگر ایک چلا گیا تو ہماری ایک بہت بڑی قوت ٹوٹ جائے گی۔ لہٰذا فرمایا گیا کہ یہ اختیار امیر کا ہے کہ چاہے تو اجازت دے دے چاہے تو نہ دے۔ لیکن اگر اجازت دے دے تو اللہ تعالیٰ سے اس کے لئے استغفار بھی کر لے کہ اس نے اپنی ذاتی ضرورت کو اللہ کے دین کے کام سے زیادہ اہمیت دی۔ (مرتب: محمد سمیع کراچی)

تنظیم اسلامی سرحد وسطی کی دعوتی سرگرمیاں

گزشتہ برسوں کی طرح اس سال سالانہ اجتماع قرآن آڈیٹوریم میں ۲/اپریل کو منعقد ہوا۔ اس سال امیر محترم نے پاکستان کی موجودہ صورت حال پر ایک مفصل خطاب کیا۔ اسی خطاب کو اگلے سال کا ہدف مقرر کرتے ہوئے تاکید کی کہ اس کو زیادہ سے زیادہ عام کیا جائے۔ اسی سلسلے میں تنظیم اسلامی ذیلی حلقہ سرحد وسطی نے ایک پروگرام ترتیب دیا۔ اس کے لئے ضلع نوشہرہ کے تاجر، اساتذہ، سیاست دان اور زندگی کے دوسرے شعبوں سے تعلق رکھنے والے تقریباً سو (۱۰۰) حضرات کو دعوت نامے ارسال کئے گئے۔ مورخہ ۴/جون ۲۰۰۰ء کو صبح دس بجے دفتر ذیلی حلقہ سرحد وسطی میں امیر محترم کا خطاب "پاکستان ایک فیصلہ کن دوراہے پر" بذریعہ ویڈیو دکھایا گیا۔ دو گھنٹے پر محیط اس تقریر کو تمام سامعین نے بڑے غور اور توجہ کے ساتھ سنا آخر میں حلقہ ہذا کے امیر اظہر بختیار خلجی صاحب نے سامعین کے سوالات کے جوابات احسن طریقے سے دیئے۔ اس پروگرام میں ۶۵ رفقاء و احباب نے شرکت کی۔ پروگرام کے اختتام پر تمام حضرات کے لئے کھانے کا انتظام کیا گیا تھا۔ کھانے کے بعد نماز ظہر باجماعت ادائیگی کے ساتھ ہی یہ پروگرام اپنے اختتام کو پہنچا۔ (رپورٹ: فضل رحیم)

اسرہ دیر کا ایک روزہ دعوتی اجتماع

تنظیم اسلامی اسرہ دیر کے زیر انتظام ایک روزہ دعوتی اجتماع بمقام بلال مسجد دھیماکوٹ دیر میں بروز ہفتہ کو منعقد کی گئی۔ جس میں نظم دعوت مالاکنڈ ڈویژن جناب غلام اللہ خان حقانی صاحب نے شرکت کی۔ پروگرام کا آغاز بعد از نماز عصر ہوا۔ مولانا صاحب نے Globalization پر مفصل خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ یہودیوں نے آج ساری دنیا کو اپنے چنگل میں گھیر لیا ہے اور خاص کر مسلمانوں کو جس دوراہے اور مشکلات میں لا کھڑا کیا ہے واقعی اس سے نکلنا کافی مشکل کام ہے۔ کیونکہ ہم نے بھی خالق کائنات کو چھوڑ کر یہود و ہنود کو اپنا رب مان لیا ہے۔ مولانا صاحب نے سورۃ البقرہ کی آیت کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ تم قرآن کے کچھ احکام مانتے ہو اور کچھ سے انکار کرتے ہو، تو اس کی اور کیا سزا ہو سکتی ہے کہ تم اس دنیا میں ذلیل و خوار ہو کر رہو گے اور قیامت کی دن وہ بڑا عذاب نصیب ہو گا۔ اسی دو رخی کی بناء پر آج امت مسلمہ کو جو مصائب تکلیفات درپیش ہیں یہ کسی اور کو نہیں۔ مولانا موصوف نے مسلمانوں اور خاص کر ذہین و فطین افراد پر زور دیا کہ وہ آگے نکل کر اس دجالی چنگل سے چھٹکارا حاصل کرنے کے لئے اللہ کے ساتھ رسی مضبوطی سے تھامے اور اپنا کھویا ہوا وقار دوبارہ زندہ و قائم کر

دیں۔ اسی نشست میں کم از کم ۵۰ افراد نے بڑی دلجمعی سے شرکت کی۔ دوسری نشست بعد از نماز مغرب سے شروع ہوئی۔ اسی موضوع پر مولانا صاحب نے مزید تفصیل سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ یہود اب مسلمانوں کے لئے اللہ کے قائم کردہ قانون کے بجائے نیا قانون بنا رہے ہیں۔ بیجنگ پلس فائیو کانفرنس کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا۔ اسی نشست میں بھی ۶۰ سے زائد افراد نے شرکت کی۔ تیسری نشست بعد از نماز عشاء درس حدیث تھا۔ خلافت کے بارے میں احادیث کا حوالہ دیتے ہوئے فرمایا کہ نظام خلافت ایک بار ضرور قائم ہو گا لیکن ان کے لئے نہ تو فرشتے اتریں گے اور نہ کوئی نبی آئے گا۔ اب اس امت کا امتحان ہے کہ کون اس نظام کو برپا کرنے کے لئے کتنا کچھ کر رہا ہے؟ اسی نشست میں تقریباً ۴۰ افراد نے شرکت کی۔ دوسرے دن کا آغاز بعد از نماز فجر کے درس قرآن سے ہوا۔ اور مولانا صاحب نے سورۃ الفاتحہ کا درس دیا۔ اس میں بھی ۳۰ افراد شریک رہے۔

رپورٹ : سعید اللہ

اسرہ دیر کا خصوصی دعوتی اجتماع

تنظیم اسلامی اسرہ دیر کے زیر اہتمام ایک خصوصی دعوتی اجتماع راقم کی رہائش گاہ پر منعقد ہوا۔ یہ اجتماع دراصل جماعت اسلامی کے ایک رکن صاحبزادہ فضل اللہ صاحب جو ڈگری کالج دیر میں لیکچرار ہیں ان کی شدید خواہش پر منعقد کیا گیا۔ جس میں جماعت اسلامی کے احباب مدعو تھے جن میں صاحبزادہ ادریس صاحب رکن جماعت' جناب شہاب الحق صاحب رکن' سابقہ ڈی ایس پی جناب شفیق الرحمٰن صاحب ایک اور ریٹائرڈ آفیسر جناب جہانگیر خان' ہدایت الرحمان صاحب لائبریرین کالج دیر' جناب فضل سبحان صاحب' جناب معین الرحمٰن صاحب لیکچرار تیمرگرہ کالج' جناب حاجی حمید الرحمٰن صاحب' جناب عطاء الرحمٰن صاحب اور چھ احباب اور بھی تھے۔ اس اجتماع کے لئے جانب مولانا غلام اللہ حقانی صاحب اور جناب محمد فہیم صاحب کو خصوصی طور پر بلایا گیا تھا۔ اجتماع بعد نماز عصر شروع ہوا۔ جناب محمد فہیم صاحب نے مختصر سا تنظیم اسلامی کا تعارف کیا۔ بعد ازاں مولانا غلام اللہ صاحب نے درس قرآن سے اس نشست کا آغاز کیا۔ مولانا موصوف نے سورۃ رحمٰن کا درس دیا جو ان کا ایک منفرد حیثیت کا درس ہے۔ یہ درس ۴۵ منٹ تک جاری رہا۔ بعد از نماز مغرب پروگرام کی دوسری نشست میں مولانا صاحب نے منہج انقلاب نبوی ؐ پر مفصل خطاب فرمایا۔ جو کہ تمام احباب نے بڑی دلجمعی کے ساتھ سنا۔ آخر میں سوال و جواب کی نشست ہوئی۔ احباب کی طرف سے مختلف سوالات کئے گئے جن کے محمد فہیم صاحب اور مولانا صاحب نے بڑے مدلل انداز میں جوابات دیئے۔

(رپورٹ : سعید اللہ خان)

اسرہ گنوڑی کا دو روزہ دعوتی پروگرام

پروگرام کا باقاعدہ آغاز نماز مغرب پڑھنے کے بعد سے ہوا۔ اگرچہ باجوڑ اسرہ کے نقیب جناب فیض الرحمٰن صاحب سہ پہر ۴ بجے' غلام اللہ خان صاحب اور اسرہ بی یوڑ کے پانچ رفقاء بروقت پہنچ چکے تھے لیکن چونکہ پروگرام کا انعقاد گنوڑی میں طے ہوا تھا اور اسی روز گنوڑی کے سید دلاور جان صاحب وفات پا گئے تھے۔ عصر چھ بجے ان کی نماز جنازہ ادا کرنا تھی جس کے لئے اسرہ تیمرگرہ کے نقیب محمد فہیم خان صاحب بھی آئے ہوئے تھے۔ محمد فہیم خان صاحب کے کہنے پر فیض الرحمٰن صاحب نے عبادت رب کے موضوع پر نماز جنازہ سے پہلے جنازگاہ پر ۱۰ منٹ خطاب کیا جو کہ تقریباً سات ہزار سامعین نے سنا لیکن جنازہ کو وقت مقررہ سے پہلے پڑھنے کا پیغام مولانا صاحب کو پہنچنے پر مولانا فیض الرحمٰن نے تقریر ختم کر دی۔ پھر مغرب کی نماز کے بعد پروگرام کے لئے دو رفقاء دو مسجدوں کو چلے گئے۔ فیض الرحمٰن اور عالم زیب نقیب اسرہ بی یوڑ راقم کے ہمراہ اباکنڈ کی مسجد کو چلے گئے۔ جہاں پر فیض الرحمٰن صاحب نے "معرفت رب" کے موضوع پر ۴۰ منٹ خطاب کیا۔ سامعین کی تعداد ۱۰۰ کے قریب تھی۔ دوسرا قافلہ رفقاء گنوڑی کی مسجد کو جا پہنچے جہاں پر مولانا غلام اللہ خان صاحب نے فرائض دینی کے جامع تصور اور موجودہ دور کی طاغوتی کوششوں کا مقابلہ کرنے وغیرہ کے موضوعات پر خطاب کیا۔ اس نشست میں سامعین کی تعداد ۱۳۰ کے قریب تھی۔

اس کے بعد رات کا کھانا اور شب بسری راقم کے ہاں ہوئی۔ صبح نماز پڑھنے کے بعد فیض الرحمٰن صاحب نے درس قرآن دیا اور ناشتے کے بعد غلام اللہ صاحب بی یوڑ کے رفقاء کے اصرار پر ان کے ساتھ ایک خطاب کے لئے چلے گئے اور فیض الرحمٰن نے گنوڑی میں ایک فاتحہ خوانی اور چند مخصوص ملاقاتوں کے بعد اور نماز ظہر کے بعد دعوت دین کے موضوع پر گنوڑی مسجد میں خطاب کیا۔ اس نشست میں سامعین کی تعداد پچاس تھی۔ اس کے بعد اختتامی دعا ہوئی اور اسی پر پروگرام کا اختتام ہوا۔ (مرتب : لائق سید)

تنظیم اسلامی گوجر خان کی دعوتی سرگرمیاں

پروگرام نمبر۱

تنظیم اسلامی گوجر خان کی طرف سے ماہ جون کا پہلا پروگرام مورخہ ۴/جون بروز اتوار کو اعظم ہوٹل میں ہوا۔ جس میں امیر محترم ڈاکٹر اسرار احمد صاحب کی ویڈیو کیسٹ پاکستان فیصلہ کن دوراہے پر دکھانے کا اہتمام کیا گیا۔ اس کے لئے ملتزم رفیق عبدالرحمٰن تابانی نے بھرپور کوشش کی۔ اس پروگرام کو کامیاب بنانے کے لئے ساتھیوں نے احباب سے رابطے جاری رکھے۔ اس کے علاوہ بینرز لگا کر اس پروگرام کی تشہیر کی گئی۔ پروگرام صبح ۹ بجے شروع کیا گیا اور ۱۱ بجے اختتام پذیر ہوا۔ اس پروگرام میں تقریباً ۵۰ کے قریب احباب شامل تھے۔

اس سلسلہ میں اعظم ہوٹل کے مالک مشہور سماجی کارکن خان شہزادہ خان کا مثالی تعاون قابل ذکر ہے۔ شہزادہ جان نے شرکاء کے لئے ہوٹل کی جانب سے ریفرشمنٹ کا بندوبست بھی کیا۔ جس کے لئے تنظیم اسلامی گوجر خان ان کی مشکور ہے۔

پروگرام کے اختتام پر ہینڈ بل تقسیم کئے گئے اور کتاب پاکستان فیصلہ کن دوراہے پر فروخت کی گئی۔

پروگرام نمبر۲

۹/جون بروز جمعۃ المبارک تنظیم اسلامی گوجر خان نے ایک احتجاجی مظاہرہ کا بندوبست کیا۔ یہ مظاہرہ ملک میں بڑھتی ہوئی عریانی و فحاشی اور بہبود آبادی کے خلاف تھا۔ اس مظاہرہ میں ناظم حلقہ شمالی پنجاب جناب شمس الحق اعوان اور عقیل گوندل صاحب نے بھی شرکت کی۔ اس کے علاوہ گوجر خان کے تمام علماء اور مکاتب فکر کو بھی دعوت دی گئی اور تمام مساجد میں قرارداد بھی پاس کرائی گئی۔ مظاہرین تنظیم اسلامی گوجر خان کے دفتر سے ہوتے ہوئے جی روڈ پر پہنچے جہاں پر دوسری جماعتوں کے ساتھی پہلے سے موجود تھے۔ جماعت اسلامی کے کارکن خورشید عالم نے بھی مظاہرین سے خطاب کیا۔

پروگرام نمبر۳

۱۱/اپریل اتوار درس قرآن برائے خواتین ہوا۔ درس قرآن کے لئے اسلام آباد سے رانا عبدالغفور کی صاحبزادی تشریف لائیں اور انہوں نے سورۃ الحجرات کی چند آیات کا درس دیا۔ درس قرآن ریاض علی ترابی مرحوم کی رہائش گاہ پر ہوا۔ جس میں تقریباً ۵۲ کے قریب خواتین شامل تھیں۔ درس خواتین کا سلسلہ تقریباً ایک سال سے جاری ہے۔ اور خواتین کی شرکت میں دن بدن اضافہ ہو رہا ہے۔ ان دروس میں خواتین کی توجہ قرآنی تعلیم پر دلائی جاتی ہے کہ آج ہم بحیثیت مسلمان قوم دنیا میں کیوں ذلیل و خوار ہو رہے ہیں۔ اس کی سب سے بڑی وجہ یہی ہے کہ ہم نے قرآن کے پیغام کو سمجھنا چھوڑ دیا ہے۔

پروگرام نمبر۴

۲۳/جون کی تنظیم اسلامی ابو نمی کے ساتھی ابرار حسین نے امیر تنظیم اسلامی گوجر خان جناب مشتاق حسین صاحب کو اپنے گاؤں میانہ ممبل جامع مسجد میں خطاب جمعہ کی دعوت دی۔ اس دعوت میں راقم بھی شامل تھا۔ حمد و ثناء کے بعد مشتاق حسین صاحب حب رسول ؐ کے تقاضے اور تقویٰ کے بارے میں بیان کیا اور حاضرین کے سامنے اخروی زندگی پر توجہ دلاتے ہوئے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے نظام کو محمد ؐ اور قرآن کے ذریعے کیسے نافذ کیا جائے گا؟ اس کے لئے وہی طریقہ کار اپنانا ہو گا جو آج سے چودہ سو سال پہلے حضرت محمد ؐ نے ہمیں بتایا ہے۔

(رپورٹ : زیڈ' اے عباسی)

نامے میرے نام

محترم جناب مرزا ایوب بیگ صاحب
السلام علیکم!

کے بعد عرض یہ ہے کہ میں تنظیم اسلامی کے احباب میں سے ہوں اور غائبانہ طور پر آپ سے کافی متاثر ہوں۔ آپ کا کالم "تجزیہ" ضرور پڑھتا ہوں۔ اللہ نے آپ کو ماشاء اللہ کافی فہم سے نوازا ہے۔ جس کا اظہار آپ کے کالم سے ہوتا رہتا ہے۔

اس دفعہ کا ندائے خلافت (۶ تا ۱۲ جولائی ۲۰۰۰ء) پڑھا۔ اس میں آپ کے تجزیئے سے بھی مستفید ہوا۔

مرزا صاحب بے ادبی معاف مگر آپ کے کالم کی لائن نمبر ۱۷، ۱۸، ۱۹ میں ایک ایسی بات تھی جس نے مجھے مجبور کیا کہ میں آپ کو خط لکھوں اور اپنی الجھن کا حل کراؤں۔ آپ نے جس طریقے سے فرید طوفان صاحب کی بات کا جواب دیا ہے۔ اس میں مجھے کچھ صوبائیت کی بو محسوس ہو رہی تھی اور میرے خیال میں آپ جس جماعت سے منسلک ہیں وہ ایک ایسی جماعت ہے جو حضورؐ کے اسوہ کو اپنے لئے مشعل راہ جانتی ہے۔

اس لئے ضروری تھا کہ آپ کم از کم صوبہ پنجاب کا حوالہ دے کر (یعنی باڑہ مارکیٹوں کا حوالہ دے کر) بات نہ کریں۔ فرید طوفان صاحب تو ایک سیکولر جماعت کے رکن ہیں مگر وہ یہ بات کریں بھی تو ان سے پوچھ گچھ نہ ہوگی جتنی ایک دینی جماعت کے بندے سے ہوگی۔

کہنے کا مقصد اور لب لباب یہ ہے کہ آپ ان کو صوبے کے حوالے سے جواب نہ دیتے بلکہ کسی اور طریقے سے (یعنی نظام کی خرابی کے حوالے سے جواب دیتے کہ یہ تمام مسائل حل ہو سکتے ہیں مگر صرف اسلامی نظام کی بدولت)

اگر آپ نے بھی ان کو انہی کے انداز میں جواب دیا تو میرا خیال ہے کہ پھر تو کوئی فرق نہ رہ گیا ان میں اور آپ میں۔ ایوب صاحب اگر یہاں میں کچھ غلط سمجھا ہوں تو برائے مہربانی میری اصلاح کر دیں۔ اللہ آپ کے قلم کو اور ترقی دے۔ امید ہے آپ مجھے اس الجھن سے نکلنے میں مدد دیں گے۔

محمد سعید قریشی' بابو محلّہ' نوشہرہ کینٹ

مرزا ایوب بیگ کی جوابی وضاحت

محترم محمد سعید قریشی۔ السلام علیکم ورحمتہ اللہ

آپ ندائے خلافت میں تجزیہ کے مستقل قاری ہیں جس پر میں آپ کا شکر گزار ہوں۔ آپ نے بالکل درست فرمایا کہ ایک دینی جماعت کے کارکن کو صوبائیت سے بلند ہو کر سوچنا چاہئے۔ حقیقت یہ ہے کہ فرید طوفان صاحب کے اس "فرمان" کا جواب کہ ایسے پاکستان کو آگ لگا دینی چاہئے جس میں پنجاب میں گندم سستی اور پشاور میں مہنگی ہو' محترم قریشی صاحب اس کے سوا اور کیا دیا جاسکتا ہے کہ بہت سی اشیاء پشاور میں سستی اور پنجاب میں مہنگی ہیں۔ میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ وطن عزیز کے حوالے سے راقم کو پشاور کسی طرح لاہور سے کم عزیز نہیں۔ والسلام

ایوب بیگ مرزا

تنظیم اسلامی گوجر خان کے زیر اہتمام شب بسری پروگرام

مورخہ ۲۷ مئی بروز ہفتہ بعد از نماز مغرب دفتر تنظیم اسلامی گوجر خاں میں شب بسری کا پروگرام ہوا۔ اس مرتبہ ناظم حلقہ پنجاب شمالی شمس الحق اعوان صاحب کے حکم پر امیر محترم تنظیم اسلامی ڈاکٹر اسرار احمد صاحب کی ویڈیو کیسٹ "پاکستان فیصلہ کن دوراہے پر" دکھائی گئی۔ مغرب کی نماز باجماعت دفتر میں ادا کی گئی۔ ۸ بجے سے ۱۰ بجے تک ویڈیو کیسٹ کا پروگرام ہوا۔ جس میں تقریباً ۴۰ احباب اور ۱۵ رفقاء شامل تھے۔ پروگرام کے آغاز سے پہلے تنظیم اسلامی گوجر خان کے امیر جناب مشتاق حسین صاحب نے اس پروگرام کی غرض وغایت سے حاضرین مجلس کو آگاہ کیا۔ اس پروگرام کو حاضرین نے بہت پسند کیا۔ ۱۰ بج کر گیارہ منٹ پر عشاء کی نماز باجماعت ادا کی گئی۔ عشاء کی نماز کے بعد کھانے کا پروگرام ہوا۔ رفقاء نے رات قیام کیا اور نماز فجر ادا کرنے کے بعد پروگرام اختتام پذیر ہوا۔

(رپورٹ : زیڈ' اے عباسی)

مرکزی انجمن خدام القرآن لاہور کے زیر اہتمام

قرآن کالج آف آرٹس اینڈ [illegible]

I.C.S./I.Com./F.A. (Arts and Gen.Science)

میں داخلے جاری ہیں

بیرون لاہور کے طلبہ کے لئے ہاسٹل کی مناسب سہولت بھی موجود ہے

داخلہ فارم جمع کرانے کی آخری تاریخ 4 اگست 2000ء

انٹرویو : 5 اگست 2000ء [illegible]

جو طلبہ ابھی تک داخلہ فارم جمع نہ کرا سکے ہوں وہ براہ راست انٹرویو میں شرکت کرسکتے ہیں

☆ ☆ ☆

اسی طرح طالبات کے لئے مرکزی انجمن کے تحت قائم شدہ معیاری تعلیمی ادارے

قرآن کالج فار گرلز

K-433 بلاک' ماڈل ٹاؤن توسیعی سکیم

میں بھی ایف اے سالِ اوّل میں داخلے جاری ہیں

مزید برآں

قرآن اکیڈمی لاہور کے زیر اہتمام گریجوایٹس اور پوسٹ گریجوایٹس کیلئے ترتیب دیئے گئے

ایک سالہ رجوع الی القرآن کورس

میں بھی داخلے کے لئے درخواستیں مطلوب ہیں۔ اس کورس کے لئے انٹرویو اگست کے آخری ہفتے میں ہوں گے۔ اور تدریس کا آغاز ان شاء اللہ یکم ستمبر سے ہوگا۔

تفصیلات و پراسپکٹس کیلئے : ناظم قرآن کالج' 36۔ کے' ماڈل ٹاؤن لاہور فون : 5869501